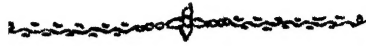


سلسلہ انتخابِ ادیبین اساتذہ اردو زبان



انتخابِ ادیبین

علی میرزا حسن

گاہل لکھنؤی

جسکو

شیخ فضل الحسن حسرت موبانی اڈیٹر اردو میعاد نے مرتب کیے

پیش المطالع واقع کانپور میں چھپوا کر شائع کیا  
 قیمت فی جلد ۱۲۰  
 سال ۱۳۵۰ء

خجل یاے طلب با منفعل دست دعا ہوگا  
یہ مطلب یا رکی چشم سنخو سے ادا ہوگا  
وہ کشتی کہا چکی عرق حبکا ناخدا ہوگا  
تو کے گل کا وعدہ قیامت میں دیا ہوگا  
تھاری زلف کا تہرہ حق سے ناخدا ہوگا  
گہلے گی شمع اذنی جقد رشتہ فنا ہوگا  
کہ جسدن دیر میں بیو چا پرہن کا خدا ہوگا  
زین پر گر کے سایہ اد کے قد کا فردا ہوگا  
شجر سر سبز کہا بنے فوت نشود نرا ہوگا  
فساد مہضم کا باعث شکم کا امتلا ہوگا  
یہ پرواز پیدا کر کے تو پیدست دیا ہوگا  
یہی دو عالمین میں شاہ ہوگا یا گدا ہوگا  
وہ دنیا دار ہونگے جیکے گھر میں بوریہا ہوگا  
کہ سو باتیرا ایک شب میں سر خدا ہوگا  
ہمارے بعد جو دربر ہوتا ہے جو رک  
کیے رخم دل کا خندق  
نک تم شوق سے  
جوان ہر کہ نہیں ملے کہ وہ ست گیا بلا ہوگا  
آہی آج پیش از وقت کیا محسر ہوا ہوگا  
اسی آیا ہوں میں رخصہ رفتہ آشنا ہوگا  
خوشی ایک اد کے گھر میں ہوگی ہنگامیہ ہوگا  
مجھے اس گھر میں ارب رات حب ہوگی تو کیا ہوگا  
اگر سنیہ سے لگ جاؤ گے بڑا فوٹ کیا ہوگا

خدا سے مانگ کر روزی نگہ دو کی اگر تو نے  
زبان نکلت کر گی وصل کے اقرار کرنے میں  
بھیکے فاک ہم جب مر گیا دل رنج فرقت میں  
لحد میں شور لفعص صورا کا مشتاق آیا ہوں  
مگر تک دوش سے آنے نودو آہستہ آہستہ  
وفارسان کا ہے اندازہ دولت سے دینا میں  
خجارت سے نظر کیونکر کرین ہم سنگ کی جانب  
خدر کر رہی میں قرب سے مارنا فق کے  
سمعنا فی کو اسناد علمی کی ضرورت ہے  
ضرورت سے زیادہ پندرہ کر دولت کی کس کو  
ترقی مرتبہ کی ایک دن چھ کو ٹپا دیگی  
گہلائے کہوں بدن کو ادنی عطر کی محبت سے  
فیقر اللہ کے جائز نہیں رکھتے تکلف کو  
تجھے لے سمع کیوں مجلس میں لا کر خبر پوئی  
ہماری بندگی کی قدر اس کو لے تو ہوگی  
ناتان ز تابان کی نرٹ کا دیکھئے کیا ہو  
ہمارے رخم دل کو ذوق ہے درد محبت کا  
ابھی کم سن ہے اوس بزدل مرد کی غضب آنا  
خرام ناز سے اونکے تہہ و بالا رمانہ ہے  
تکلف یک بک کو کراؤٹھاوے ناوک جانان  
درد کی طبع قائل میں ہی سہر خد کی سائل  
اند ہر دن کو کچھلی رات کا ہر کچھ مدفن میں  
وہی تم ہو کہ آخر سہر دل میں سورہا کرتے

یہے گا حسرتوں کا خون سیر قلب مضطربین  
خدا کا گھر تھا آگے اب زمین کر بلا ہوگا  
بیان ہم خود کرینگے وقت نصرت قمر سپر آنا  
ہماری مرگ کا افسانہ کیا تھے سنا ہوگا  
منا ہے کل کسی کے حلق پر سپر دگے تم خنجر  
وہ گردن کسی ہوگی ہائے وہ کسا کلا ہوگا  
نصرت سے جدائی کے تہہ د بالاپے دل میرا  
بہن معلوم تم گھر کو سد بار دگے تو کیا ہوگا

عبث تر از ہوا صحر عظمیٰ کا دل کو تقویٰ کا  
بہلا کچھ خیر ہے وہ درند مشرب یار سا ہوگا

ظلم تھا صاحب نام بیماری جانوں کا  
بھرا اضائل سے جیب رنگ آسمانوں کا  
یہ حال راہ عدم میں ہے کاروانوں کا  
کہ انصال سے جاوہ بنا ہے جانوں کا  
جس سے غفلت صدر کا روانوں کا  
نک ہے شور قیامت ہماری جانوں کا  
مدار کار ہے سخت بہ نکتہ دانوں کا  
ہوا کے ہاتھ میں دامن ہے بادبانوں کا  
خیال وصل جو ہدم تھا ناتوانوں کا  
کہا نہ مر کے بھی پیو نہ استخوانوں کا  
ملا شقی نے ہو سہ بہ آسمانوں کا  
مدار کار ہے سخت بہ نکتہ دانوں کا  
کہا نہ سہ ہے گشتار ان زبانوں کا  
مکان بدل گیا سرے کے پور جانوں کا  
ناہ مانگس تو گوشت طے کہا جانوں کا  
بلند نام ہوا ہم سے بے نشانوں کا  
ضرر ہو انہ تغیر سے بے نشانوں کا  
عہد ہے چرخ سہگار ہم جانوں کا  
انہیں نام ہے غربت میں ہم جانوں کا  
حسرت رفتی ہے منزل میں کاروانوں کا  
مائی دیکھ تو واضح کے رتبہ دانوں کا  
کلام کا ہنکو مانہ کج ہے زبانوں کا  
جواب دیتے ہیں ماہم نکتہ دانوں کا  
وطن دار عدم میں ہے بے نشانوں کا  
سرا لے گوریتہ دیتی ہے سکانوں کا  
جہکا نوجیلہ ہی سے سر جہا کمانوں کا  
دقتار دیکھ ضعیفوں کا ناتوانوں کا  
رم لیم تھا خس جیکہ آشیانوں کا  
خدا قفس من گویاں ہے الکی جانوں کا  
شکست تو مہکائی ہو سرستانوں کا  
نورے گربہ کا انہ سے دوسوں کو کل  
ہوانے چاک کہا سزدہ باد مانوں کا  
اسد خیر رفیعوں سے کوئی کیا رکھے

وہ گرم رو ہوں کف پاؤں سے ہونگا  
 لشر کو جرم سے مانع ہیں کابانِ عل  
 جیاسے سن ہوئی ہے سحاب میں نہان  
 خیالی سن ہے حوالیک عارضِ عرقِ اُتو د  
 اب اور نالہ بلبل کر لگا کیا ناسیر  
 رہیں نقشِ دم سبکے مٹھ رہے ہیں  
 لگاہ شوق میں آنکھوں کی تاجپن پہوگی  
 عزیز زخمِ جگر اس سب سے مجھ کو  
 درونِ آب ہی کہا بن عمارتیں لے موج  
 مامِ عمر طے راہ اور گھر میں رہے  
 سٹائے نقشِ قدم بہرؤں نے خوب کیا  
 اجل کی راہ بن فوت کا امتحان ہوا  
 عزیز ہو کے سیاہی سے بہت بدتر  
 حراں میں غمِ شب ترہ کا لٹلن نہ کرن  
 اگر یہی غلہ فکر کا ہے عالم بن  
 سون کے قصر کی طلعت ہو ہے نقشِ ہوتا  
 سرسزار میں نلبس کو لوگ سمون آئے  
 ظلم کر لگا کس امیر برجے سدھا  
 زلفِ تہ نہ ہوں کبوں خال روئے جاناکر  
 دل دگر متو حش بن ہے میٹھا جانی سے  
 وحشی ہے دُخ من عشاق کے دلوں کی تہ  
 خرامِ نار سے اب بس کرین کہے کوئی  
 ہمارے دلوں کا رنگو ملا (اندو

یہ لہو کی جگہ مفر اسخو انون کا  
 نہنہب درد کے دل میں ہے پایاؤں کا  
 کہ ساتھ دے نہ کی ہم سبک عنانوں کا  
 طکر کے داغوں میں عالم پر عطر دانوں کا  
 لگوں نے پردہ بنایا ہے اچڑ کا لون کا  
 ملا نہ جاوہ اخلاص مہر بانوں کا  
 رہا بہان ہی وہی بعد و دوکانوں کا  
 کہ یادگار ہے احباب کی زمانوں کا  
 حباب بکھر کا گند ہے کن سکانوں کا  
 سفر تھا نہیں کی مانند انانوں کا  
 کہ بٹھنڈا ہی تو مشکل تھا ماتو انوں کا  
 قدم سیردن سے آگے بڑھا جو انوں کا  
 بنے گا مرد کیا دیدہ آسمانوں کا  
 جہانغینکے چلے گا خس آبنا انوں کا  
 بنے گا نالہ ناتوس اس اذ انوں کا  
 حبسِ مصر نیے سنگ آستانوں کا  
 کہ بعد خواہ بہن کام تھو انوں کا  
 کہ بن نہ تیغ کا یل ہوں نہ خم کماؤں کا  
 یہ ایک دانہ ہے خرمین ہزار جانوں کا  
 عذابِ روح کا ہے سانہ بدگمانوں کا  
 اہنِ طلال نہ دو پاس کر کے جانوں کا  
 عیار آہوں سے اٹھئے نگاہی جانوں کا  
 کہ تیر خوردہ ہے اٹلاک کی کمانوں کا

فدا کے قبل نہ دیکھیں دلوں میں روئے نشاط  
ان آنکھوں نہ ہے کامل عبا رہا نون سما

یاد آئے سر زلف حواس عہد شکن کا  
ویدان نہ ہوں تو خاک نہیں لطف سخن کا  
آیا چو ہم بارغ میں کس غنچہ دہن کا  
کہا او کو حال آئیگا ماران وطن کا  
آیا ہے کلیجہ میں لہو اسے دن کا  
اندھین موسیٰ من سرا برہین بانین  
یرن حسرت دیدار میں ہم ذوق ہو کہین  
قاتل سے طلب بہت رفتار کروں گا  
چشمہ دہن یار کا نزدیک جو پایا  
لب کی حرکت ہی نہیں اندیشہ سے خالی  
ہوتا نہ سببہ سحر حشر کا پیدا  
دم کیوں نہ رکھے گردشِ افلاک سے میرا  
اعجاز رخ بار کا ہے خال سے طاہر  
گہل کر صفت شمع فنا ہو گئے اعضا  
اچھا ہوا شعلہ کی اگر اوڑھ لی حادر  
بتاب ہوا تنگئی ستوں سے ایسا  
دبا کی طمع کمون نہ ہواں کو زیادہ  
سیراب اتر کر یہ بیوی حیشم تمنا  
کہولی ہی گرہ دل کی تو تہمت سے کہولی

طعمہ دل عم دیدہ ہوا معی کے دہن کا  
ہو حسن انہیں موتیوں سے دھج دہن کا  
کچھ اندہ ہی عالم نظر آتا ہے جس کا  
غربت میں جسے ہوش نہ ہوگا سروتھن کا  
کیا درد ہے بیکار ہی کسی تیرنگن کا  
لکنت سے ہوا تنگ نہ میدان سخن کا  
خط نگہ شوق ہے ہر تار کفن کا  
حادر دم شمشیر پہ ہے راہ وطن کا  
سہرہ ہوا نابہ لب جاہ ذوق کا  
غنچہ کے تبسم سے کہلا راز دہن کا  
میں چاک نہ کرتا جو گرہ بیان کفن کا  
ہر دور گلہ کیلئے ملفف ہے رسن کا  
دانہ سر آتش نہ جلا مشک خنن کا  
تالوت کا محتاج ہوا میں نہ کفن کا  
بردرہ تو کیا شمع نے عریانی تن کا  
یالی کی جگہ خون سیا دل نے بدن کا  
اس جاہ کے انداز سے ہی طول رسن کا  
کہا آب گھر آب تھا اس جاہ ذوق کا  
خلعت ہی دیا کھو نکلاک نے تو کفن کا

اب نہ ساماں امارت میں مردن کیا

ساماں کا کلف سر مردن کیا

کچھ گیا خط سے نہا رنج روشن کیا  
 بارہم سے بہنیں اویٹھنے کا یہ لے جوت خون  
 جبکہ کے مٹا ہو عدد حلفہ خاتم کی طرح  
 گردش بخت کو پہ بند وطن کا لازم  
 صبح سے کرتے ہیں جاہل کو ثنا حواں مغرور  
 بھید میری نے کیا طلب کو صاف آئینہ دار  
 مارا راونکے لئے چشمہ خون میں دوبا  
 عکس عارض جھٹو لگا ہے آما حاتا  
 دیکھئے باغ کا ہوا ہے خیران میں کارنگ  
 میری آنکھوں کے شرار سے ہیں متاخر کبے  
 دستِ مدد نے ہی دیوار بنایا جھک کو  
 نادر طوفان کے خدنگوں سے چھٹا جاتا ہے  
 نفس امارہ کا مرد میں خطر کیا لیدل  
 چشم بیلا کب طرح دنگو بھانٹتا ہے  
 دو قدم قبر ہی برسوں میں دہانگ بیونیا  
 خود فنا ہو کے سرِ چرخ او سے بیونیا یا  
 مشعل مہر لئے ساتھ رہیگا جیب لو  
 میرے تابو کو کہیں نہکے ہو کا مدھا دیتا  
 عارض یا کو گنگو نہ کی حاجت کیا ہو  
 تنع روشن کئے بیٹھا ہے سر راہ کلیم  
 ہائے اشعار یہ سر رکھتے ہے آنکھیں مٹا  
 یکے دریاؤں سے بانی ہے برسنے آتا  
 دل کے داعیوں کو برا بکرا کر آنسو بکے

طعمہ مور ہوا حسن کا خرمن کیا  
 میسر ہیں میں ہے اگر صیب نو دامن کیا  
 نرم لے کوفت کے ہونا ہے آہن کیا  
 نہ گرے دور نودہ سنگ دلافتن کیا  
 ست کو مسجدوں سے بنائے ہیں یہ ہیں کیا  
 صبح کے ہوتے ہی طلع ہوا روشن کیا  
 بجھ کر زخون سے غصے ہی سرسوزن کیا  
 اندھوں کا نہ آئینہ ہے روشن کیا  
 قلم کرتے ہیں پیالے سے دہمن کیا  
 گشتِ اظلاک دروغب ہوئی حرم کیا  
 پھر غم بے بھری دیدہ روزن کیا  
 مروج بنے ہوئے ہی برین یہ حشرن کیا  
 آگئے گھر میں اب اندلیہ رہن کیا  
 شوخ اوس بن کا ہے نقشِ غم نوس کیا  
 سکت رفتار بن تو اعر کاوسن کیا  
 یہ رہی تزلزل ہے خس جنگ کا دشمن کیا  
 داعِ دل بہر غم تار کی مدفن کیا  
 متحیر ہوں کہ ناہم ہے دشمن کیا  
 کہ چراغِ نہ نا جھندہ میں روغن کیا  
 اونکی آمد سے ہو خوش دادی این کیا  
 سایہ ابر پہ شہیدہ گلشن کیا  
 ابر پہ نشہ سیرانی گلشن کیا  
 دکھ جلتا ہے چراغوں میں بدغ کیا

یہ ہیں نیکوں کے نوسل سے اگر ستعنی  
نفس امارہ نے کیا سخت اذیت دی ہے  
دکھہ انجام رضا جوئی حق لے لے لے  
آستانِ سائنہ ہی لیکر ہے نکلتا بہتر  
اتک آکھوں گے دم سرع ہوئے کیلئے فنا  
رنج دسا ہے نورِ راحت ہی کبھی دے گردن  
برق کے ہاتھ میں بیرابر کا دامن کیا  
ساتھ ہے سایہ کے ماند یہ بہرین کعبا  
لوت تہمت سے بری ہو گیا دامن کعبا  
میں گراں مانع کو جب ہوں تو نہیں کیا  
ان چراغوں میں بہارہ گیا روغن کیا  
ایک ہی ماگ پہ مڑتا ہے یہ نوس کیا  
آسار بنے امرار میں ناحق کامل

مدعی میں نہیں مجھ سے حدین کیا

عاشق کو سموز بھر میں الے کا ہوش کبا  
بیل نہ رات دن کا چین میں خروش کبا  
سفلت نہ جس سے ہو تر تع وہ ہوش کیا  
فصل بہار آتے ہی دھتت کا جوش کیا  
یردہ بن حشم اب کے رقت کا جوش کیا  
سیری میں نواجران کی اہت کا جوش کبا  
کم ہوگا فعل گل میں نہ حش کا جوش کبا  
تکڑہ نہ لال و درد کا لے نئے فروش کبا  
مطرب کے ساتھ اوسکو ہی آیا نہ ہوش کبا  
مالے ہمارے سنئے حو پنے زمرہ کا ستوق  
برنگی فلک سے ہیں اہل زمان خموش  
کہو لون زمان کو تنیع کے ماند نیرم میں  
عاشق کا سر جدا ہوا تن سے بجا ہوا  
کیوں غم کروں میاضی محاسن کے لے خضاب  
تخلج قدر دان کا نہیں صاحب کمال  
مثل سپند لگ میں گر کر فروش کیا  
کچھ خیر ہے کہیں تھے اہل ہوش کیا  
پانی بلند ہو کے نہ ٹپھے تو جوش کیا  
یارہ کر لگا دست خون جیب ہوش کیا  
نے کے گئے سے ہجرتان میں خروش کیا  
دیکھوں دکھائے یہ دل سیو وہ کوش کیا  
یونہی رہی بے حرکت نبض ہوش کیا  
یوہیں رہا گامادہ گسارہ کو ہوش کیا  
نغمہ ہی شب کو ہوں گیارہ گوش کیا  
مرغانِ نغمہ سنخ حن کا خروش کیا  
بہنوں ستال لگی بہن ہو گوش کیا  
بیٹھوں چراغ کتہ کی ہتھوڑ خوش کیا  
اس مار کا مقام تھا بالائے دوش کیا  
یہی کے عب کا نہیں تو بردہ ہوش کیا  
در تمن کو آرزوے فریب گوش کیا

ہشکل بادۂ شفقتی کا ہورنگ مین  
خوش حال خلق مین نظر آئے نہ اگمال  
منفرد مین کمال کے دعوے بن بے حرد  
تبرنگہ سے بار کی کہہ لینگے دل کاراز  
درویشیٰ جناب مسلم ہو کس طرح  
نشہ سے مڑی کے رونن اور اک بڑ بگلی  
اوس بن کے دل کو آہ کا عاشق کے عم نہیں  
سیر مین کے قصہ سے جا یکے سوئے دشت  
ہم تہ تیس بگرگہ مین نو کیا ضرر  
آوازہ بلند رہیں نے کامتبر  
دل اختلاطم سے ادٹھا ناہین حو ہاتھ  
بابان عمر مین بہ سیہ کاریون کا شون  
دولت مین سیکڑون مین خطر جان و مال کے  
دیکھو ہمارے سیدہ یہ تم داغ کی ہیرا  
سر سے گد گیا ہے عرق انفعال کا  
کسوں سیرے پاؤں ٹہنہ مین سورہ ثواب  
لبیل کے مالے کیون نہ سنے گل نے نار مین  
دوشن ہے مددگرجی دل مین جیراغ داغ  
دلدادہ ہون مین ستر خطون کے محال کا  
حادثہ دراکہ فاسلہ ہوش کوہین  
مشکل ہے آب اتک می درمان دلغہ دل  
کسوں سعی کسب زمین کرت صاحب کمال  
مداہتہ حکمانہ نہ کرکط حمد

گل کیا ہے ارجون تن گل کا جوش کیا  
حواسیدہ بخت ہو مین بیدار ہوش کیا  
گندم نمائیان نکر مین جو قروش کیا  
کچھ کر کبھی نہ آئگا وہ نابہ گوش کیا  
ماند موج آب ہے وہ خرقہ لوش کیا  
تہی نیخودی ہی غارہ رخسار ہوش کیا  
پیکان کا رخ کہا یگنا فو لادیوش کیا  
بچ ہے کہ بخوداں حجت کا ہوش کیا  
کستی اُپہار دلگا۔ جس کا جوش کیا  
خون سے جوہی ہو وہ تن کہا وہ لوش کیا  
دونوں مین مرتضیٰ صفت زلف ووش کیا  
لے بے خبر کنگی تجھے اہل ہوش کیا  
کچھ بستر تو منتس سے کم ہے یہ تو تن کا  
ہیولون کی تاریخ کیا سبید گفروش کیا  
اب ہی نہ آئگا کم رحمت مین جوش کیا  
توڑ لگا بخودی کا دھس مرغ ہوش کیا  
نسر مین کے بیول منبہ ہے ہر گوش کیا  
تا صبح رور حشر ہوگا خموش کیا  
بہری نگاہ مین گل وریاں کا جوش کیا  
کم رنگ کی صدا سے ہر میرا حوش کیا  
باران کرنگا آتش گل کو خموش کیا  
عجب ہنر کا حشر ہنن سرد پلوش کیا  
اس مین کہہ اوتو سے احمد کا دوش کیا



گستاخ دست شوق اگر وصل میں ہوا  
سمجھو نہیں کہ آکلی شب وصل ہو تو کبیا  
کائنات کے سر میں روز نازل ہو ہے سوز عشق  
رہے گا سر کو وہ سر راہین ہوش کیا

صبح کو ہم یوں ہوئے یار میں میر سے جدا  
نار بہنہ شکی ہی ہو لگانہ لستر سے جدا  
شاہ کر سکتا ہیں صورت کو سیکر سے جدا  
عمر گد ری ہے کہ ہوں اویں ماہ پکر سے جدا  
مر کے میں ماحضر ہوں بیجاہ کے در سے جدا  
نسبت میں کہا کھڑا دن واسطو کی ہو گئی ہر طرف  
دو گھڑی کو گوش و گرون میں ہیں توں اگر  
ما غمان کا خوف ہو ملل پہ غالب اسخورد  
ایک دن بھی ہو گد گد جان کو جو محل الصال  
یار نے یا مال میں سکی ہمارے بعد نہ کج  
ہم نفس سے مر کے اس ہو گئے الے مصفر  
ایک حالت ہے ہماری تیری لے مرع نفس  
لے صنم عشاق کے دلیر برستے ہیں خود گ  
کچھ خد سے ہو توں کے باب میں کہنا مجھے  
قطرہ و دریا کو ہیں ہم ایک ہی شے مانتے  
ایک تو جلتا ہے بوہن آتش فزقت کو مل  
ہے دیال و دش قتلون کو میرا جسم زار  
ہے محال عقل تیری راستی لے کم نہاد  
بے محل لکھا گیا اسے دل چاہی خط و خال  
زندگی کا غم متھو کہتا نہیں احباب کو

حس طرح شرم ہو آغوش گل تر سے جدا  
ضعف ہو گا جان لکڑی جسم لاغر سے جدا  
تایامت خم ہو گا زلف جو ہر سے جدا  
آسمان سے ہے جدا تلوہ مقرر سے جدا  
روح کب ہو گی حصار خط ساغر سے جدا  
ٹوٹ کر ہوا ہے رستہ سلگ گیسر سے جدا  
خشک ہو کر لوہو ہو لوٹنے زور سے جدا  
بیٹھتی ہے سادہ شاخ گل سر سے جدا  
تایامت میر نہ ہو مرگان کے لستر سے جدا  
کام دل چاہل ہوا میں سے جدا سر سے جدا  
فوت یہ روز کیوں ہوتی نہیں پر سے جدا  
تو جدا ہے باغ سے ہم کو دے دلبر سے جدا  
تیری شکر گان سے جدا حاتم فزون گر سے جدا  
حشر چو میرا صفوف اہل محشر سے جدا  
تو سقاہت سے سمجھ مشتاق کو مصد سے جدا  
آگ بر لاتی ہیں انجم حیرت اخگر سے جدا  
مار حشرت سے جدا عصیان کو کنگر سے جدا  
تو کسات کی طرح ہے خط ماسطر سے جدا  
ثبت ہو نا تھا رخ ما زان کے دفتر سے جدا  
آسا کو دیکھتے میر ہے تیر سے جدا

میں شوقِ ذریعہ کا احساہ قائل یونچے لے  
 کون گوہر کی کرہیگا تربتِ مثلِ مدت  
 کیوں یہ پہنچی ہوئی بائیں کردائے گلرخو  
 بنے سنگ آستانِ میٹھے میں میرے درہم  
 اک طرح کے زخم ایک چشمِ وابرہ کے نہیں  
 رہ رہے حق بن گدا کے اہلِ دولت کا حوار  
 ہجر کی شب میں گلا سرک مروت کا مجھے  
 فقر کڑا ہے سیر لٹان اس طرح جمین  
 بالکال آئے نہ بکجا ترم عالم میں نظر  
 نارمن طبعوں مدفن میں ہلاک ہوں سن کا مار  
 یوں ادھر ہٹوں زخمِ دل میں اور دیکھا  
 کیوں نہ سر ٹیک بگا کمال جیکے سر کو بھجریں

درد سے زحمت جدا ہو پالش سر سے جدا

وقت نشا عطا طرِ عاشق آگیا  
 اظہارِ شوق کرنے لگی سے عندلب  
 بے احساہ آنکھ سے آسوں نکل کرے  
 موج ہوا سے قفل دہیں کہو لے نکل  
 لے حیرت ہول حائر گاتاواخی کھسری  
 لے دل متب دھما کہ ہونے کو ۷۷ سحر  
 ایک آسان تارہ تارہ ہے اڑکھاک  
 رکنا تھا آہ کا کہ سدھا آسٹوون کا مار  
 حساو کی سطر سے ملی لذتِ ہڈنگ  
 چمکی حواس میں ارڈ کے حوبرن ہور

لے مرگ حترہ باد کہ جلا د آگیا  
 گلچین گبانو بارغ بن صبا د آگیا  
 عرت بن جب دبار و ط باد آگیا  
 اے عندلب موسمِ فسر یاد آگیا  
 صدن وہ سرک سر سر سد ادا آگیا  
 نوکوں ابھی سے بر سرِ دھرا د آگیا  
 اسکو ہی گما سلفہ عریک ادا آگیا  
 رخصت ہوا سر و روتہ نا د آگیا  
 تلوا کہا کے ریم ناں سا آگیا  
 بھکو کسکا جاندا سارخ ما د آگیا

اب شوق سے کرے ملک الموت بعض روح  
گدرا خیال قبر بنایا اگر مکان  
آئی صدامزار سے مگر یہ وقت دین  
کچھ دیر بے تمیزوں کے حلقہ بن منٹھ کر

کامل دہان گور مجھے باد آگیا

کوں مگر ہے یہ صحرا کنبہ ذات آک کا  
کیا تصور گرم تھا اس روحے آتشناک کا  
کچھ غمرا اڑتا نظر آتا ہے میری خاک کا  
چارہ کیا سوزن کر گئی خاطر غمناک کا  
سطح خورشید ہر دم ہے میری خاک کا  
خون کرتی ہے سرسٹ خاطر غمناک کا  
دیکھ یا لے گرفتار اس روئے آتشناک کا  
آفرین شبنم کی بہت پر کر بے امید نفع  
آگ میری ہڈیوں کو اسے غم فرقت نہی  
شاہد گل کو حین میں جا کے خلعت دے ہمار  
کیون مستحق چوبیس کرتے ہیں مری قبر کو  
صاحب اقبال ہو چھسا جہان میں کون مید  
اک دل بیٹھے کشادہ ہو کے یہ ممکن نہیں  
ہجر ساقی بن آگدہ ملن ٹھہر کے و و نفس  
کیوں نہ نادی مرگ ہوں جوت مرتے لے مل  
دیر ہوئی چشم بستی نقشہا سے یا سے بوجہ  
دل میں میداعتق گسو ہوئے مار سیاہ  
فائقہ آہستہ یہ رنہ دے سیریں سے مل

گم کیا ہے خطر نے جادہ رہ اور اک کا  
خشک پانی ہو گیا سر حیشہ اور اک کا  
آج شاد سر پہاڑ ہے گردش اظلاک کا  
نخبہ نامکن ہے جب آرزو کے جاگ کا  
نور بھیلے گریبان کفن کے خاک کا  
زہر ہے میری طبیعت میں اثر تر پاک کا  
شعلہ میرا ہن میں ہے جسم میں خاناک کا  
زخم دہوی ہے گونے سینہ صد جاگ کا  
آسمان کو ہونک دیگا تسلط اظناک کا  
خار صحر ابار اٹھا سکا بہن بوشاک کا  
منہ جھانے کیلے کافی ہے پردہ خاک کا  
ہاتھ ہے سرے گلے پر پار کے فتراک کا  
تنگ ایسا دائرہ ہے گردش اظلاک کا  
آفتاب حشر ہو گئی بن ساہناک کا  
حلق ہلر اور شجر اس ست سفاک کا  
اکب نے بکرا نہ ہاتھ اقتادگاں خاک کا  
زخم الفت زخم تھا کیا شانہ صفاک کا  
عین ہوا چر منقص حفتگاں خاک کا

میری ہستی سے زمین بدنام تھی افلاک پر  
دیکھ کر ارمان ددھاتے ہیں تو آتے ہیں چار  
کیا صدف کے بطن میں بھی دن پر کوئی غریب  
مر گیا ہوا دل کے عہدیری میں دماغ  
لے رہیں آتا ہوں تیرے گھر میں خاطر جمع رکھو  
ظلم سے انکار شاید حسرت میں وہ ت کرے  
گرد آئے تھے لٹ کے دست سحر عیاں بدن  
کتہ تیغ اجا ہوں یہ مجلس ہے گواہ

میں بہنیں مقتول کامل گردش افلاک کا

ولے ماتم من اگر میں سوئے دریا دیکھتا  
الہباب انسانیت غم کا مجھے کرنا لیند  
شکر کرتا ہوں کہ سونا خاک میں عریان بنا  
نزدہ لے اسابی دینا سے ہوں لے دو جیغ  
پھر میں بالیں بہ لے دل موت ہی آبیٹھی  
انگلی مرضی بھی کہ خوش ہوتا حلاکے دلوں میں  
شام ہونے بڑے ہا زخیر در کی کر کے بند

الف اللہ کا ہو طول جس چاک گریباں کا  
کہ انگشت تہانہ ہر الف چاک گریباں کا  
نشان توحید حق تھا الف چاک گریباں کا  
علم فوج خون کا ہے الف چاک گریباں کا  
جوں کیا خار سحر ہے ان خاک گریباں کا  
سیر دامن الف ہوتا مرے چاک گریباں کا

ہم اسکو سرلت میں اک رف سمجھنے قرآن کا  
خون میں نہ ہو کس طرح طغرالوح ابمان کا  
خون میں بھی نہ چھوڑا اپنے جادہ اہل اہل کا  
جیا باں گرد میں ہم پر جھکا کیا سار دساں کا  
ہوا سر سبز کرتی ہے نہ موسم ابر باراں کا  
اگر انصاف کرتا کلک دست جرخ گرداں کا

جنوں مہر منور نام ہے جس قریب تاباں کا  
 بہار آنے لودے بن جا بگا دباغ جنوں کا  
 یہی کوہ بہشتِ دلکش ہے اہل عرفاں کا  
 ہمارا ہر بن کیا سیرچن سہ ماہ کنعاں کا  
 اگر گدرا فداں اس راہ ہے اُن تابیوں کا  
 بھی عالم اگر ہے دشتِ دل سب دمانی کا  
 جنوں کا کیا ہے گد کہہ کر جاوہریاں کا  
 جلا ہے لیکے لونِ ردا مجھے سیریاں کا  
 تینا دے خضر مکرے تیرے ہی مرے دامن کا  
 یہ کیا عادت ہے حب میں غم کرتا ہو گیاں کا  
 جوانی لیکٹی دل سے مزا سیریاں کا  
 تدارک کچھ کرے دستِ جنوں کے دیوان کا  
 اگر دشمن نہ ہوتا دور گر دونِ حشر دامن کا  
 ہوا ہے فصلِ گل نے زور توڑا ماطوفاں کا  
 نہ سچا خوش و خوش مرنا ہے روئے حشر کا  
 رہا ہے گاہوں کے چارے مارا حشر کا  
 اب کرتا ہے کوکر باہو مرا مرے دامن کا  
 جنوں میں تھک کر بولی کرنے لگا سیرگشتاں کا  
 ہیں کیا حقیقت چھو تبعدہ انا دکھا لگی  
 تما سا چو گئی ہے کیوں سرخی دلو لگی مارب  
 جڑاں کی ہی لیلوں تو اطمینان سے بھٹوں  
 تہا جس آما حشر دشتِ خود ہی تو دیکھے  
 لہر آبا کچھ اب آفتاب صبحِ حشر کو

وہ اک تجالہ ہے مرے لب چاک گریباں کا  
 یہ ہے طاقِ شکستے جنوں چاک گریباں کا  
 ازل سے لے جنوں طرادہ ہو چاک گریباں کا  
 سرد اس کے گدرا قافلہ چاک گریباں کا  
 بنگا کپکشاں جاوہ مرے چاک گریباں کا  
 فنا کر دیکھا صدمہ دوری چاک گریباں کا  
 نہ ہو چکا ہاتھ دامن تک مگر چاک گریباں کا  
 گریباں ہاتھ میں دامن ہے چاک گریباں کا  
 جنوں نے ہاتھ پکڑا ہے اگر چاک گریباں کا  
 او لچہ پڑنا ہے دامن سے قدم چاک گریباں کا  
 جنوں اب بند کر دے راستہ چاک گریباں کا  
 کہلا جانا ہے تیرا زہ مرے چاک گریباں کا  
 نہ سنتا کوئی آوازہ مرے چاک گریباں کا  
 جنوں نگر اٹھا ہے کستی چاک گریباں کا  
 مقامِ آغوشِ دل بھالے جنوں چاک گریباں کا  
 گھول کو میریں طہمت میں ہے چاک گریباں کا  
 کہ صحتِ یافتہ ہے لے جنوں چاک گریباں کا  
 پہلا نشان ہے حشر دامن مگر چاک گریباں کا  
 عصائے دستِ مہر ہے الف چاک گریباں کا  
 کسی مستوں کا فہم ہے الف چاک گریباں کا  
 جنوں آخر تو رستہ کھل گیا چاک گریباں کا  
 دکھاتا ہوں جنوں کو آئندہ چاک گریباں کا  
 سر دیوں لکھا مطلع مرے چاک گریباں کا

جنوں کہا آب تو نے دی تھی سیکانِ محبت کو  
 جنوں انہی جگہ جوڑے خلافتِ عقل پر ہم  
 نقشب کیلے مرغِ جنوں کو موسمِ گلِ بہن  
 خوش آئے کبوں نہ توڑ حلقہ حیم عزالہ کی  
 نہ گھلر فصلِ گلِ دو جا رہیں آبدالی ہے  
 جنوں کہہ دے ادھر کشتی نہ لائے آسمانِ اپنی  
 ہم اپنے عالمِ دشت کی دکھاتے اگر وسعت  
 کھلے گا جب کھلے لے خوش دشت آج ہی کل بن  
 بہا تک کھینچ لے لایا لوہوں لے دشتِ خاطر  
 بنے گی خوب لے مٹھیں گلوں کے یاس گلشنِ مین  
 کہ حور و عیسان تیر ہنشین کچھ اور مین کر  
 مے دامن کی تو نے لے جنوں کیا نہ بدانی کا  
 جنوں جس حد یہ بھار ہے دیا مین لے اسی حد پر  
 عدم کے خوب کہو لیس حاکمِ کھن کے ہستی میں  
 ہمارا ہاتھ کیونکر لے صا تا سینہ ہیو کھبکا  
 اگر تم دل دہی ہے ہاتھ یکہدے ہرے سننے پر  
 خبر تو نے نہ لی کیا کا خفا ہنس مجھ کے کہے کین  
 حوں جس کے دست کھ گر کھ کھ کہا اسنے  
 حوتی سے کون ہوتا ہو شریکِ رنج و دامن  
 ہلالِ عدت لے چیخ اب دیکھا تو کیا دیکھا  
 عجبتِ حن میں ہے لے شمعِ دہر پائی اس سے  
 جنوں اچھو لو مین بارغ کی طاب ۔۔۔ جبا کھلا  
 تر امروہ و رنگِ جرج اسکا ننخہ دشت

مگر کا زخم کچھ ہیشکل ہے چاک گریباں کا  
 کہ یہ نقشِ دم ہے کوڑے چاک گریباں کا  
 ریند آیا نفسِ عثمان کو چاک گریباں کا  
 کہ یہ ہیشکل ہے عشق کے چاک گریباں کا  
 جواسے چیخِ دو گار کے چاک گریباں کا  
 کہ طغانِ خیر و خیرِ چشمہ مرے چاک گریباں کا  
 فلک ہونا طو خانہ مرے چاک گریباں کا  
 کلید بوئے گل سے نقل اس چاک گریباں کا  
 مگر دامن یہ دہرے لگ گیا چاک گریباں کا  
 ہمیں تو انہی کا غم انہیں چاک گریباں کا  
 فلکِ خیر کو کچھ جسم سے چاک گریباں کا  
 بنانا تھا اسے تکیہ سر چاک گریباں کا  
 تجھے مطلوبِ آوارہ نہ تھا چاک گریباں کا  
 فلک نے پہلے سمجھ دیکھا کہ چاک گریباں کا  
 مرہ لوٹے گی تو اس تیغ کی چاک گریباں کا  
 دمِ عبثی نفس ہوتا مرے چاک گریباں کا  
 گلا بچا نہیں دپ جنوں چاک گریباں کا  
 نہ دکھا ہے مہ اس سے چاک گریباں کا  
 ہیشکل ساہو دامن نے دیا چاک گریباں کا  
 جنوں بن دیکھا عالم مرے چاک گریباں کا  
 نہ مدد چاک اس کا غم چاک گریباں کا  
 حد آخروں گل کرنے مرے چاک گریباں کا  
 مگر کا زخم دل تو سا سا چاک گریباں

ہمارے ماس آنے بخیر گر کام نکلتا ہے  
 نشان مانی ہیں اک نار کا بھی جیہ دامن میں  
 مجھے دلو انگلی میں تر سے مندر رکھ سائی  
 اگر منظر بہشت اٹھائی دشت دلی  
 کسی نے ہی ہمارے پہرین کی رہ نہ دانی کی  
 ہمارے سر سحاب کیلئے صحرائیں کافی ہے  
 تکلف عقل کرتی ہے اگر تیری اطاعت میں  
 نہ یہاں رہا ہائی رہم لے عالم وحشت  
 صبا نچالے رستم بن اگر دست جوں تجھ کو  
 گل تر قطرہ بتنم کو خست کیوں کیا تو نے  
 فروغ اس شمع حاصل حیران بن گو نہیں باقی  
 بہل جانا ہے دل کبھی اہل عین ہیماں آکر  
 جوں یاروں کا کبارنگ مدلا تو کم گل میں  
 جوں حیرت میں بیٹھا چہری مست کے مالیں یہ  
 جوں بکو کی مری تربت کو تہا چھوڑے ابدل  
 نہ رو کا اب اگر لے خوش دشت میرے ہاتھوں کو  
 ذرا سی مانتی کیسا تر با اس کو دشت نے  
 سردامن سے ملنے کا اُسے دلی ستورہ کہو کہ  
 صفر میں جگے خط لکھے اگر دسینہ جوں ہکو  
 جوں ہر دنت کی تکرار سے بچ کو نہ کھٹکا ہی  
 احارت عقل سے بکسر جوں ہم اٹھ کھڑے ہو گئے  
 تہ فرقت یا احسان کہ نہیں ہے لے حوں تہرا  
 نگاہ شوق کو دی راہ پیرا میں من اُس بت کے

نفس لہو کا ہر جزا ہے خاک گریباں کا  
 جنوں ابل ہوا عقدہ مرچاک گریباں کا  
 خمارا دہ ہوگا سردہ درچاک گریباں کا  
 جنوں ناورت طاف کو مرچاک گریباں کا  
 بہین لے حوں غلت باجاک گریباں کا  
 سراپردہ غبار کو چہ چاک گریباں کا  
 دکھا کے جنوں فراں مرچاک گریباں کا  
 نشان بے نشانی رہ گیا چاک گریباں کا  
 سلام ستوں کپہہ نیامرے چاک گریباں کا  
 ہو خواہ دلی تھوہ مرے چاک گریباں کا  
 مگر بروانہ ہو دست جنوں چاک گریباں کا  
 رہے آباد ویرانہ مرے چاک گریباں کا  
 وہی ہم میں وہی دشت کہ چاک گریباں کا  
 مجھے روئے کردہ ماتم کرے چاک گریباں کا  
 وہی روا یک ماتم دار سے چاک گریباں کا  
 مجھے دیوانہ کر دیا مرچاک گریباں کا  
 گلی کوچوں میں حیرا ہے مرچاک گریباں کا  
 جنوں ہن دست ہوں تہن چاک گریباں کا  
 نینہ کھسے ہمارے کو چہ چاک گریباں کا  
 الجھ کر تار سنہ کہلوانہ سے چاک گریباں کا  
 ملا جسر و ہر سر کو چہ چاک گریباں کا  
 خزانہ طلب کو ناخن دیا چاک گریباں کا  
 چہا تکے سرس تھا لے جنوں چاک گریباں کا

تجھے کچھ میرے مین اور سپد مختب سنتا  
اگر دست خنوں لے بہتین خود صلح کر لیتا  
ادھر خط نظر نکلا کسی کی آنکھ سے باہر  
بڑی دقت سے رسول میں سرفں بھی کھایا  
غضب میں طان ڈالی اپنے ہاتھوں دو تنوین  
نہ کھے گا اگر دست خنوں کا کل خستی اسکی

بہم نو کا مقصد کون تھا اعلاک بر کا کل  
یہ آدھا نقش کیسا یا رکے چاک گریاں کا

سر سے مار کا بہنیں مر کے ہی سودائے نجف  
ایک اک ذہ میں ہے مہر میں کی طلعت  
کہ بہنیں وادی ایمن سے شرف من بہ زمین  
سر کر نجاتی ہے روضے کو تراب آئے شراب  
دفن تبرپ میں نہ ہوتے شہ لولاک اگر  
قبہ قبر مد اللہ کا یروے ہے سپر  
بادہ خلد کا رضوان کو مبارک ہو حمار  
بجلی لے نکتہ و سا کعبہ مقصد کعبہ طر  
دول کہان تھو کو جگہ لے ہوس باغ بہشت  
درد من دان نجف کی خیر لیتا ہے  
جہنم غلمان خان نرگس مٹھلا کے بن پھول  
عرش سے آئے ہیں طوب در حیدر کے لئے  
وہ ہوا اور وہ سنہرہ کی لہک یا طرف

دل کے پیمانہ میں ہے بادہ مبلے نجف  
جذرا رکھ کر آئینہ سہماے نجف  
خلع لعلیں کر اسے بادہ سہماے نجف  
مارک السدر ہے سطیہ دارے نجف  
پھر یہ تھی کوئی زمین خلق میں کہنا نجف  
گلش خلد ہے تصویر سہرا کے نجف  
بن ہے مومن کے لئے نشہ مہیا نجف  
مردم حشیم ہے مشتاق تماشائے نجف  
دلکے آغوش میں ہے خار شاے نجف  
مصدر نص ہے واللہ مسکاے نجف  
حارص حد ہیں مالائہ حمرائے نجف  
راکناں حرم حدس ہیں سداے نجف  
مازگی بن جیمین خلد ہے صحرائے نجف

مارع جنت کا نمونہ ہے جہان میں کا مل  
حرم محرم اسرف و اعلائے نجف



در دل کہنجی ہو کا کل بار ایک نہ ایک  
 آہی کسے کا بت لالہ غدر ایک نہ ایک  
 دل عکس کو بھی کرتا ہو نگار ایک نہ ایک  
 دل غیب غم چہر سے اتنا نہ تیر پ  
 بے سبب تیر کی صورت نہیں تاجس روشن  
 رنگ ہر روز بدلے ہو بنا دنت و دراع  
 خاک ہو جانے سے عکس نہ ہو لے کشت امید  
 جھپٹ ہر روز کسی اچھی نہیں ہوتی مطرب  
 منترت خاک کا بھی کرتے ہیں کرنے ٹالے  
 نیمہ اندو کے جب وہ گل رعنا نکلا  
 حاکم نموں قتل کا عشاں کسے قایتیار  
 حرف بے اصل سے خوش پہنچے ہیں دنیا میں چین  
 غم و اندوہ سے خالی نہ رہیگا سبند  
 راہ کو کر کے نظری حوضہ کی جانب  
 نرمیت کر رہا دنیا میں بہہ ملتا ہے شمر  
 وادے سے تان کا نہیں خالی طاقا  
 کام آئیگا اگر آبلے سینے سے بھرے  
 بہر مرنے کی سی سوگی مگو لوں نے خبر  
 رات کو قمر صحر بہر پر بڑاں دن کو  
 رتبہ مانعہ آتا ہے نہ شفقت لوری میں ہیں  
 دیکھ لے مارگر عور سے لے دست حوز  
 نہ دالا نہیں اُس تودے کے گسو سونے  
 شکلیں زرق تان کی ہیں دلوں کو تفریح

اڑے اس دم میں آتا ہو تکار ایک نہ ایک  
 دلوں کی میگا پہلو سے لگا رہا ایک نہ ایک  
 گل شمر مردہ سے ہی کہا نا ہوا ایک نہ ایک  
 کہ نکل آئے گا پہلو سے قمر ایک نہ ایک  
 دس ہر سوہ جان یہ بچا رہا ایک نہ ایک  
 داغ دجائے ہو ہر روز نگار ایک نہ ایک  
 دروشاں آئے گا پہلو سے بہار ایک نہ ایک  
 دیکھنا اچھے کا مضربے تار ایک نہ ایک  
 ہم فقر و ن کاٹ لے نا ہو دقار ایک نہ ایک  
 جاں بیکھل گیا سبب نگار ایک نہ ایک  
 اپنے یزدن سے ٹہرے گا سودا رہا ایک نہ ایک  
 حوٹ ہی لکھنے خبر نا نہ نگار ایک نہ ایک  
 دیکھنے آئے گا داغوں کی بہار ایک نہ ایک  
 رہنما مل ہی گیا آخر کار ایک نہ ایک  
 شاعر کے سر کو چھکا جانا ہے بار ایک نہ ایک  
 ذبح اس تیر سے ہونا ہو تکار ایک نہ ایک  
 دل کے پہلو میں پیرا ہے دھارا ایک نہ ایک  
 آئینہ خاک لیسر سوئے عزرا ایک نہ ایک  
 روئے حاکمان کا رہا آئینہ داس ایک نہ ایک  
 آکھیں تلوں سے نا کرنا ہے خارا ایک نہ ایک  
 رہ گیا ہو گا گریبان من تار ایک نہ ایک  
 دام کے نیچے تر تار ہے تکار ایک نہ ایک  
 آئے ان خاوس میں کھا جانا ہو مار ایک نہ ایک

شعشعہ میں بہہ انور شہزاد کو سمجھو  
روز دم توڑتی ہے کوئی نہ کوئی حسرت  
درد کا کہیل جو گھڑا تو ہوا غم کی بندھی  
رنگ بہر درد کا داغوں میں جا گئے دل

بجہ کے ہی دروازے کا بجلا ایک نہ ایک  
دل کے دیرانہ بن مناجار ایک ایک  
کٹو دل میں ہمارے سرکار ایک نہ ایک  
اس گلستان کی ہی دیکھ کاہل ایک نہ ایک

حیرت انگیز ہے عالم کا مرفع کا ملی  
نظر آنا ہے بالمش دنگار ایک نہ ایک

روشنی صبح کی گلزار میں ہے غارہ گل  
دل غم عشق سے ہے تاخ نرودانہ گل  
خارہ میں نہیں تردت سے ہم آوازہ گل  
حسن بن ہو گئے نہ نہ ہمارہم آوازہ گل  
چھو با آ کے خوشنم نے رخ تارہ گل  
بند ہو کر نہ کہلا باغ میں دروازہ گل  
جھج اور ان کی ہی ہکو عبا سے امید  
نامور گوشہ بستین ہوتے ہیں بے رخ سفر  
کسے عارض سے گلستان میں تھا اٹھی تھی  
دل ہوا غم الفت کا گر سنہ جو ہوا  
کیون ہوا کرتی ہے آ کے درد گردانی  
دسترس ہو تو صبا ہر جہاں اب سے سن  
تندہ با عشق کا بیل کے نرزاں میں حیر چا  
جو کئی صحبت گل میں ادب آسور حار  
صبح کو بڑھائی سو حصہ جس کی رونق  
دیکھ کہتے ہیں اسے ہمت عالی دوست  
دیکھ چہ ہے ہی حق ہو گئے سارے اتر

خط ایضی جو سرشتہ استیوار ہ گل  
داغ میں سنبھل میں ماندازہ گل  
دست اسان سے گیا جس غارہ گل  
منہ یہ خار دیکھ لاکھ جنا عازہ گل  
یا سب کوئی نہ تھا کما سر دروارہ گل  
بار دیگر نہ منہ لٹ کے شرازہ گل  
ادریا شدہ ہوا صبح کو شیرازہ گل  
ماغ سے آ کے ہوا لیکھ آوازہ گل  
خارہ چشم غافل میں رخ تازہ گل  
درہم داغ سے گل کھائے ماندازہ گل  
لٹ جائے نہ کف سوخ میں ترازہ گل  
رستہ خط شاعی لیے سیرازہ گل  
تہرب داغ جا کر نہیں مگر آوازہ گل  
نارح کو بیٹھ تھی حارس حارسہ گل  
سُرحی حیرہ خورشید تھی عازہ گل  
ہو جانہ کہلا جب کہ دروازہ گل  
کیا نہ ہوا حق میں رخ سے سیرازہ گل

بارے کا نام خزان میں جس لٹا کوئی  
 اب تک خون ہے بشمار قطرات ماراں  
 سبز گلشن میں غم ظلمت شب ہر کو نہیں  
 ماغان کچھ تھے معلوم ہر کون رویا کی  
 لیکن ردنق گل سرے فلک شبیم بارے  
 کر دے چلے ہواؤں نے بریتاں اوراق  
 شنبق ہو کے زنجیر کی طرح زہم من بیٹھ  
 سبز آداب لغات سے ہے ہکا نہ ہونہ  
 دامن دشت میں کا ہے کو بخت نہ کرتا  
 یکھڑی اک گل بارے کے تھا سارا بارے  
 کام گہرا ہوا بنتا ہے نویں بستا ہے

سر کیا جلد ہوئی آتش آوازہ گل  
 دارع سینہ میں ہن کترتے باندہ گل  
 آتش وادی اکبر جو رخ تازہ گل  
 رات ہر میچ کے تنہم سردار وازہ گل  
 کیا یہ قطرہ نہادی خوں ہے تازہ گل  
 آسمان جوت نہ ہوا ماند کے شرارہ گل  
 تارہ مدنی سے بڑے اطلال من آوازہ گل  
 رکے گلزار میں دروازہ بدر وازہ گل  
 کان تک خار کے پونچا ہنس آوازہ گل  
 جا کے گلشن میں کہا ہننے حوا ندرہ گل  
 نص عیجہ کا بنا عیج کو دروازہ گل

گلشن فکر سے کاف یہ تھرہ کو ملا  
 نگا خط نگہ رستہ شیرازہ گل

دریا ہے جو سینہ سے اٹھے غبار دل  
 یاد آگئی جن میں ہو خچر بہار دل  
 سیلاب ایک آنکھوں سے ہے ناصار دل  
 میوئی قریب وقت و دارے ہمار دل  
 کیا جا رہا ہے سنہ میں اب لے فگار دل  
 سنہ کی ہڈیوں کو ہے ذوق مشار دل  
 لوٹنگی چشم یا رہا راد ماہ دل  
 کاٹا ہوئی ہیں سو کہہ کے مو جہیں کنار دل  
 ہنر و انشا کی آتے ہی کاہ دل  
 کراس معاملہ میں کر اسے نگار دل

ہے سیل آب آئینہ میرا غبار دل  
 آغوش گل کو دیکھتے سمجھا کنار دل  
 پوشیدہ یہ آب ہے راہ دیار دل  
 نادان ہے عند سب میر شاخار دل  
 بیکار غم نے رہنے کو پایا جوار دل  
 ہو گاتما ایک دن ایسوں سے کار دل  
 ہے آج روز مگر کہ سر و دار دل  
 لب لبتے کس کے وصل کی جو ہر بار دل  
 شاعر ہوا لے عیش ہن ساز گار دل  
 ناک نہ ہونگے سینہ میں محنت ہر بار دل

مٹا ساتھ ساتھ تاج تیران کے قرار دل  
 دل ہے نہ اب وہ داغ جو تھے غمگسار دل  
 بیجان ہوئی ابد سر جو مہار دل  
 آئے ہیں وہ تو آئین سوئے مرغزار دل  
 جھوٹا نہ ایک داغ کو کئی بادگار دل  
 کہا خاک انبیاء پہ آئے فگار دل  
 جاتے ہوئے کام ہی کر دہ نہ کار دل  
 آتی ہے آج سری طرف یاد سوئے دوست  
 دی فوج غم کو زحمت تبحوں انھیں کیوں  
 سندھ میں حسرتوں کو جگہ ہم نے دی نہیں  
 کشتہ کسی کی نہ ہر نگہ کا لودل نہ نہا  
 و دونوں کا بچہ دست قضا سے نہ ہر کا  
 تیر سپیدی سحر غم ہوں دھونڈھنا  
 سرب نہ گرجا غم ہنس ہے نہیں سہی  
 دوت سے مال تنوں کی امید ہے مجھے  
 سنجوں غم کا سینہ میں کھٹکا ہوا جب  
 کرتی ازل میں روح نہ نہا راسدیل  
 اندر سے آرزو کے چلنے کا اشتیاق  
 مڑگاں کا تر لبس تو کر دو دم شکار

اس وہ غمان رہی نہ کف اختیار دل  
 دکھ بے جگر نہا ہے انجام کار دل  
 ڈوبی ہماری کشتی حسرت کنار دل  
 ناوک کی راہ دیکھ رہا ہے شکار دل  
 آبا کھاکوں لوٹنے سوئے دیار دل  
 جب دوسرے کے ہاتھ میں ہوا اختیار دل  
 کون نیم کتہ جھوٹے جاؤ شکار دل  
 نا آسمان باند ہوا سے رہ گزار دل  
 خود آئے لوٹ لیگے ہوتے دیار دل  
 کہتا ہی آرزو کو بالائے دار دل  
 کون بنگلوں ہے شعلہ شمع غرار دل  
 اک حیب گل بھی اک ہمارا نگار دل  
 بلا ہے آرزوؤں نے بنے میں ابد دل  
 روتن میں تیر داغ شہائے نار دل  
 برد از بعد ذبح کر لگا شکار دل  
 ماندھا ہے اٹھ کے درد جگر نے حصار دل  
 ہوا اگر نہ جامہ ہستی میں نار دل  
 ستر گائے بیٹھے بن رہر خیار دل  
 کہا کوئی ٹھیل سمجھے ہو آخر شکار دل

کامل کہوں میں اس جو ملجا میں راہ میں  
 مار دگر نہ کھیلنے آئے شکار دل

صاب آئینہ صفت رہتے ہیں اغبار ہم  
 کاش کرتے نہ سفر کو یہ دلدار سے ہم  
 فار کہاتے نہیں لب لبس کی طرح فار سے ہم  
 دیکر رہ جاتے دہن ساہ دلوں سے ہم

کیوں لگاؤ نہ کریں ابرو خدا سے ہم  
 تنگ نہ رہیں بہت حسرت دمدار سے ہم  
 بیٹھے بیٹھے جانتی ہے کاہنبر اہرٹ  
 سر فروزہ ہوئے ہم یہ سمجھا دلیں  
 پاتھ بڑھنے نہ دبا جسر طبیعت نہ کیا  
 مرے مسل کس طرح لے رگ بار اب رہبر ک  
 کوئی پوچھے تو کہ جانیکی ضرورت کیا تھی  
 یس دیوار فغان کر نیسے حاصل یہ ہوا  
 آپ جھکائے دانو کی جھک سے بجلی  
 رگ حال تنہی تہادت میں یہ کتنی ہے بہت  
 یار کی آنکھ پہ دگو نہیں آنے دیتے  
 اور اٹھائے یہ سر گستان چلے  
 یار کو یسے سے یشا کے سحر تک سوئے  
 عرض کرتے ہوئے مطلب کو لہر ترقی زبان  
 کچھ جہنم حرم سے کسی دن تو نگاہ  
 وحی کرتے ہیں اسی عارض رنگین کا رقم  
 ظلت جس من دن ماہ دوسہ سے فعال  
 دم سے گیسو جان کی رہائی تو بہ  
 خوش بین آئی ہیں تیج و برہن کی نگاہ  
 ہو گیا صحت رخ بار کا جبرن موزن  
 سخی خدا تو سننا ہی نہیں یہ دل زار  
 زخم شہر محبت کا ہے سینا منظور  
 ایک کوسہ کی طلب کریں نقصان ہی کہا

سحر کہ جینیں گے اکدن اسی تلوار سے ہم  
 اب جو ہو گئے تو زاد ٹھیکے دوار سے ہم  
 آپ کو ایک نظر دیکھتے تو لین یا ر سے ہم  
 دوستو کئے گر عشق کے آزار سے ہم  
 تخلصہ باکے ہی لئے نہ کبھی یا ر سے ہم  
 جھکے ملتے بس کئے حفر خوشوار سے ہم  
 جنس غم لکے پرے عشق کے بازو سے ہم  
 گر گئے رشک کی صورت نظر یا ر سے ہم  
 ابرو کا کام کریں چشم گہرا ر سے ہم  
 کیا کریں آپ گلا کاٹ لین تلوار سے ہم  
 دور ہی رہنے ہیں بیمار کو یا ر سے ہم  
 پس گئے شل خا آپ کی رفتار سے ہم  
 آج محظوظ ہوئے طالع بیدار سے ہم  
 خود سمجھ جائے محسوس ہیں اظہار سے ہم  
 روز نہ تپے ہن کھڑے دبہ گہگاہ سے ہم  
 پھول کو بھلا کی طرح جیتے ہیں متعارف ہم  
 سخت شرمندہ ہوئے یار کے رخسار سے ہم  
 رد گانی نہی کہ بکھے دہن وار سے ہم  
 مسرور ہوا گئے ہیں سجد و زار سے ہم  
 صفحہ نگاہی بہ لکھیں گے خط گزیر سے ہم  
 کیا کہیں دام محبت کے گرفتار سے ہم  
 ہاتھ نہ جائینگے رشتہ نگہ یا ر سے ہم  
 کچھ تو سچا نہ بن لین دنگہ خریدار سے ہم

لے اہل تشنہ من اس دریا کے پانی کا نہیں  
 حظ تمہیں لے خضرانی زندگانی کا نہیں  
 ایک ہی گھاگ تناسخ نکتہ دہانی کا نہیں  
 آئینہ صدمت نما حسن جو انی کا نہیں  
 آشنا لے دوست تو بجز معافی کا نہیں  
 یوں مزہ لے بندیرہ دلسترانی کا نہیں  
 غم مجھے قہمت کی ارزانی گرائی کا نہیں  
 یہ جریدہ ہمنشین اثر رنگ مانی کا نہیں  
 کیا سلفہ حوداد سے راحت سانی کا نہیں  
 دل ہے بہ ساغر شراب ارغوانی کا نہیں  
 بہ سرائے حُرن ہے گہر شلوطنی کا نہیں  
 کوئی سامان درد دل کی بھجانی کا نہیں  
 وادی اکبر ہے یہ حصار شبانی کا نہیں

رہی رکھنا اب حینون ہے جو کامل بے محل

شور و سحر کے دن گئے میہم جوانی کا نہیں

چھاڑی نہیں بساط سلیمان کم نہیں  
 محتاج فصد کے رنگ گل پر کم نہیں  
 کیف شراب شہ دوت سے کم نہیں  
 گہتی ہر منتقلب لوفیقون کو غم نہیں  
 کاغذ سیاہ بخت مثال تسلیم نہیں  
 دل کا نہیں ہے دیر نہیں یا حرم نہیں  
 معیوب قامت تنواضع کا خم نہیں  
 کوئی جواب لا کا سولے نعم نہیں

حصر کے مانند خرواہان زندگانی کا نہیں  
 قید ہو کر لطف عمر حیا و دانی کا نہیں  
 مشتہری کوئی یہاں جنس معافی کا نہیں  
 سن اسی کم ہے نہ کہو لور کو روشن سحر تاب  
 کبوں اقدارنا ہے ہمارے فلزم سواج من  
 اک نظر صورت دکھا کر کیجئے مجھے حجاب  
 دید یوسف کا فقط طالب ہوں ماز اصر  
 بارغ معنی ہے سخن میرا سمجھ کر اوسکو دیکھ  
 درد کو سہراہ کون لار ہے دلمن وہ مدنگ  
 دیکھ کر لہر نیہ خون کیا مانگتے ہو مجھے تم  
 کبوں ہمارے دل جن آواز زمین گیر نہیں  
 آج تو ہی لے جگر بیخو نفس پر ہو کباب  
 پا بہر نہ ہو کے موسیٰ آگ پینے کو بڑ ہیں

ہم کو ہوا سے سلطنت ملک جسم نہیں  
 خرواہان گدا سے روح کے عالی ہم نہیں  
 ہم سیکھو کو صنوبر معیشت کا غم نہیں  
 پیہم فاد و خوف زوال نعم نہیں  
 ہر وقت دل کو زخم زبان کا الم ہیں  
 ہر گد خدائی یاد کہ عشق صنم نہیں  
 اوٹھنے کا انگلیوں کے نہ کو کو غم نہیں  
 رد سوال عادت اہل کرم نہیں

سلطان کے دل کو دردِ عیت کا غم نہیں  
 بے غم کے لطفِ زلیبت ہیں ایک دم نہیں  
 شادی نہیں کہ بدنِ رنج و غم نہیں  
 ہم غم کسوں کے دل کو گرانِ ما غم نہیں  
 مجلس کے لوگ ادھٹ گئے اگر تو غم نہیں  
 گنجائشِ خیام یہاں ایک دم نہیں  
 ہموں ہوائ کے کسبہ و شوقِ حرم نہیں  
 گم گردانِ راہ کی جو ہر دی کرے  
 بیگانہ ہے وہ دوست نہ جو اہنِ راز  
 سایہ کے چھوٹ جانے سے رہو میں کیوں ملوں  
 دشمن سے آملو کر دن گمانہ آستکار  
 یوسف نے باگِ مہر میں لی مول یہ تمناع  
 بچھ ناتوان کی تشنہ خون کیوں تیغِ یار  
 کرتی ہے پہل سختی دینا کہ حقیقتِ راج  
 بدنِ استخوانِ تن سمن انداموں کے نہ پس  
 کیا حتمِ مست یا رکی دیکھی ہیں سونخیاں  
 کمزور کے ظلمات کا ہو گیا قوی کو غم  
 سرطخہ انجن کا ہوں اسلحہ زری میں ہی  
 دشمن کے ساتھ رہنے سے اور کوسمچہ دوست  
 مجلس میں قطع کرتے ہیں کون صد و حرم  
 جیکے کا سیر بگدرد ہر ہوڑی دبر  
 کس تھری ہے گرم زینِ چشمِ شوق کی  
 کیا بادِ تیغِ راہِ روانِ طریقِ عشق

ستورِ پدہ اضطرابِ موجود کے ہم نہیں  
 کیونکہ وہ خوش ہیں جنکو زمانہ بن غم نہیں  
 ہستی میں کیا ہے جو کہ میانِ عدم نہیں  
 دستارِ سر کا بھول ہے کوہِ الم نہیں  
 لے دلِ ناطقِ شمع کو یہ روانہ کم نہیں  
 مہلتِ اجل نے جو تجھے دی ہے وہ کم نہیں  
 فخرِ بلند دست کا دونوں سے کم نہیں  
 کشتیِ نجات کی ہے وہ نقشِ دم نہیں  
 دل ہی وہ کیا کہ محرمِ اسرارِ غم نہیں  
 کیا اونکے ساتھ راہ میں نقشِ قدم نہیں  
 میرے جگہ کا زخمِ شفافِ قلم نہیں  
 از لیل و کوکبِ دہر میں جنسِ الم نہیں  
 نستر سے یوچھ لو کہ رگ جاں میں دم نہیں  
 پتھر سی شے گر سنا کو بارِ شکم نہیں  
 لے قبر بہ تلافیِ ناز و نسیم نہیں  
 محرمینِ کبوترِ عزال کو یا رے رم نہیں  
 ارسی کچی کماں کماں سے کم نہیں  
 وہ صبر ہوں کہ جس پہ مقدمِ رقم نہیں  
 بے مصلحت کے گرگِ رفیقِ غم نہیں  
 سر تیغِ انجن کا زمانِ قلم نہیں  
 جاہ نے آنکھ کھولی ہے نقشِ قدم نہیں  
 دریا بھر ہے آنسوؤں کا اور غم نہیں  
 دکھا تو نقشِ پیرِ سر نقشِ قدم نہیں

قانع کے سر پر منت اہل کرم نہیں  
طاعت ہماری مایہ ناز حرم نہیں  
بے رعب و برق اب سے چشم کرم نہیں  
آخر وہی تو رہر و ملک عدم نہیں  
نا آشنائے راہ ہمارا قدم نہیں  
جادہ نہیں علامت نقص قدم نہیں

کاہل خوشی ہے دگی تو پی لینگے جام صبر  
گو جام صبر زہر کے ساغر سے کم نہیں

نیلا ہو جس سے آئینہ اہل نفس نہیں  
رنگ رواں کے قافلہ میں ہی جرس نہیں  
تو لے نشاط رخسار تار نفس نہیں  
عنت کا آستانہ بنا جائے گس نہیں  
بہہ خوان زیر سائے باں گس نہیں  
رنج کی ہلکوالی ہوا سے ہوس نہیں  
ناک گلے کا حق ہے یہ حط نفس نہیں  
دربائے خوں کی موج میں نفس نہیں  
یردہ ہے چشم شوق کا مبر نفس نہیں  
شیشہ ہے دور میں کا تنگانی نفس نہیں  
عمر شمع و خضر کی ہلکوالی ہوس نہیں  
آواز نغمہ صورت ہے بانگ جرس نہیں  
وہ کاروان ہون میں صد اجرس نہیں  
وزدان فانگی کا نگہبان عرس نہیں  
آباد اک بھی سے نو میرا نفس نہیں

احسان ابھی غنی و شست کی گیاہ  
نذر یہ ہی تو کیا  
رول تنگ ہو  
دو غضب سے نیم کے  
کرتے ہیں کون اس قدر خفا  
روشن ہیں کیوں جنازہ کے چلے متلیں  
کس راسخ سے گھر میں گیا آئینہ کا عکس

گذرے کسی دلیہ گراں وہ ہوس نہیں  
تنہا حباب اہل فنا ہے نفس نہیں  
سینہ میں بری جھڑکی ہلکوالی ہوس نہیں  
سایاں گدا کو فریب غنی کی ہوس نہیں  
دل پر ہمارے رنگ ہوا و ہوس نہیں  
خوابش بلند ہوئی ماند خس نہیں  
فرقت میں دم کے آمد و شد کی ہوس نہیں  
بیسرے رواں ہیں نحتِ طکریش لیس ہیں  
کو تاہ طولِ فیدر سے دست ہوس نہیں  
لیل کو سیر مانگ دکھاتا ہے قدم میں  
نعت ہی اعتدال کی حد میں لیں ہے  
کس قدم کا ہے جہاں میں رواں کا رواں عمر  
معلوم ہی ہو گا کب آیا میں کب گیا  
دل کیا کرے جو سینہ میں ہوں نغمہ درغ کم  
ٹوٹے ہوئے بروہی کون کیوں نہ احقاط



شکلِ قفس کی تیلیوں کا بیونگنا تھا کیا  
 واسطہ نگاہ کیسکی ہے اد کی زیست  
 لے وود آہ آج تو کچھ ہو گیا یقین  
 لیتے فقیر طالِ غضب میں غمی سے کیا  
 اس وقت میں ہوں گرم دستِ نزلِ فنا  
 ہے خونِ رور کا یہ بہ بھمتوں کا قحط  
 تو نے یہ غم دیا ہے اسے لے ہوائے باغ  
 گہ مصل ہوں صف کے گاہے سرِ زمین  
 جزیرِ رخِ راہِ راحتِ منزل نہیں نصیب  
 بے جا ہے دم کی آمد و شد کا تجھے نشاط  
 یوسف کو قیدِ مصر کا ہے کاروانِ مہمِ غم  
 لے اشکِ گرمِ تہج پہ قدم ہے سخت ط

کابل چلے ہیں دادی امین کو ہم عبث

کابل کی آگ کے جلائی کو بس نہیں

بالائے ستارِ یوں کے بیٹھا ہے باغبان  
 دلِ دُش ہو خاکِ سرد ہوا کھاسے باغبان  
 اُتر گیا دینِ انکا تصور کے داغ میں  
 عکسِ رخ کے عشق سے بٹھوں جو باغ میں  
 دل ہے تباہِ میر لے دشتِ دباغ میں  
 کھوئے نقابِ رخ سے اگر رات کو وہ شوح  
 دل کو خدا بھائے حسنوں کے عشق سے  
 لے سوزِ عشق آگ کو دامن سے ہے ہوا  
 ڈھونڈ رہی ہیں بقیہ چادریں دھون کی باغبان

میا دیندلیکے ناموں میں جس ہیں  
 رشتہ حیات اہل فنا کا نہیں  
 اب تک ہم آسمانوں کو سننے کو نہیں  
 لب پر تورِ گرم کے حاکم نہیں  
 جس میں تڑپ ہے ہمت کی رواج نہیں  
 دل تنگِ عنکبوت کے گہر میں گس نہیں  
 کیوں سرخ ہو جاؤ کہ میں لالہ کس نہیں  
 صحرِ اکاگردِ باد سے ہر قفس نہیں  
 میں گردِ کاروان ہوں صدا جس نہیں  
 آوازِ تارِ چنگِ صدا لے نفس نہیں  
 زنجیر کی فنانِ چھوڑا حرس نہیں  
 نخلِ مرزہ کا تو شرمیں رس نہیں

کیا کچھ غلط ہے غیجہ دل کے دماغ میں  
 ایک آگ ہے بھری ہوئی سینے کے دماغ میں  
 آنکھوں کا فرس گھر میں بچاؤں کے دماغ میں  
 پیدا ششم گل سے ہوں سترِ دماغ میں  
 بیڑا ہوں کوہِ کوہِ من اس کے سترِ دماغ میں  
 پیدا ہو رنگِ ستارہ کا دودِ چرخِ دماغ میں  
 گری ہے لاکہ درخ کی اس کا دماغ میں  
 بوئے کباب آتی ہے سب سے دماغ میں  
 ہم بڑی رنگے سایہ دیوارِ باغ میں

ہٹھا جو بارغیر کے ہیلو میں وقتِ شام  
 جکودیا فرغ اسی نے لگا کی آگ  
 ہم شعلہ کی نصیب سے منوم ہی رہے  
 گرمی وہ آفتاب قیامت لگے مالک لی  
 لو مگر آہ بنگئی اٹھ کر چراغ میں  
 ہنستا ہے جل کے صبح کو رغن چراغ میں  
 کیا کیا ہوا چلی طرف انگیز باغ میں  
 جو یہ خاک لائے تھی ہم دگر داغ میں

پہلو سے ہر طرف نہوا بر دیا سس کا  
 کامل نہر آگ مصری دل کے داغ میں

اہو ان چشمِ جاں شوخ ہیں طرار ہیں  
 دوہین ابرو دوہین گیسو دیکھتے ہوتا ہے کیا  
 عشق سے بدتر زمانہ میں نہیں کوئی مرض  
 خوب تھے سیر کی غفلت سرائے دہر کی  
 لے شبِ فرقت انہیں کس لہر و کا داغ ہو  
 آشنا کی حس کی چمکی ہے بہت لے سیم تس  
 آگے اب چلنے نہ چلنے کا ہے تجھ کو اختیار  
 شکو جانکا تھا من کا دل مزارِ دوست بر  
 قبرِ لحدِ پیرہ کر دوست سے میں نے کہا  
 ردِ دستِ روز نے ہیں تیری یادیں لے جہین  
 استکباری متغلہ ہے آگہ کا ستام و سحر  
 خار کے مانند شبیہ میں کہنکے ہیں لعل  
 شاد و ہر کجیہ تو ہی رہی خاک لے نازک بدن  
 کہا ہوا دھرنے کے بعد لے لڑھی ملک  
 ملک کسا ہو سوا میں سرِ وطنی بنا کہ کرم  
 قافلے چلتے ہیں لے کاتو اندکبشہ نہیں  
 قرین نزدیک ہیں اودھن کہا حال ہے  
 واہ کہا کہنا بہت اچھے مگر یہاں ہیں  
 دل ہمارا ایک ہے اور دیکھے دشمن چار ہیں  
 یوں تو کہنے کو جہان میں سیکڑوں آزار ہیں  
 سزا اگر غافل ہیں دنیا میں تو دیوار ہیں  
 رجمِ افلاک کیوں میری طرح بیدار ہیں  
 باد کھتا سب طبع ساز ہیں مکار ہیں  
 ہم کمر باندھے ہوئے اے ہمسفر تیار ہیں  
 اس جہت سے شل اب انکس مری خیار ہیں  
 ہم گریبانِ خاک نام میں ترے لے باڑ ہیں  
 رخِ فرقت کے جگر میں زخم و انداز ہیں  
 تار اس عود کے صغیر آنسوؤں کے رہیں  
 مرگ کے طالب ہیں ایسے بہت بخیر لار ہیں  
 تیرے روشن ہے گلون کے فریہ رنار ہیں  
 لوگ کہ سے ہیں دہاں کے اور کیا اطلال ہیں  
 نہر میں داری تباہی میں باغ ہے آتجاہ ہیں؟  
 گر دیکھ آگئی ہے راہیں نساہیں عوار ہیں؟  
 واہ میں صیہ لبناں ہیں تہر ہیں یا ناہ ہیں؟

جس محل میں جگے تو اُترا ہے لے زین ادا  
 حیصہ نقش ہے کہ سادی فرش نگین یا سفید  
 سبز طے ہیں کنوں باسج روشن میں گلاں  
 پھول ہیں کس صنع کے ہے میں گل ناز کے  
 اہل صحبت کون ہے کیا گفتگو کا ہر طرف  
 لوگ ہمسائے میں ہیں کس صنع کے کس قسم سے  
 کچھ حیدان پر پوش بھی نظر آئے کبھی  
 شکلیں گوری گوری ہیں یا سانوی ہیں صوفیں  
 لکھنوی ہیں ادائیں بابتارس کو میں ناز  
 دعوت میں بھیجیں فقط یا آب بھی آئے کبھی  
 بات کرنے کی صدا مطلق نہیں آتی کبھی  
 فرسے آئی صدا لے دست بس قاموش رہ  
 باغ کیا بیول کیسے عقل ہے تیری کہاں  
 دو فرشتے آتے ہیں دفن میں بالکل صیب  
 تنق ہوانان کا کچھ وہ صدا میں قبر کی  
 حرم سے ہلکے میٹھا ہے اٹھا قبر میں  
 کھوتے ہیں لاکھ ہم لیکن زبان کہلاتی نہیں  
 بس زماہ اب کرتے نہیں گھر کو کا  
 وہ ہمارا پیکر بارکھ تھکوا یاد ہو  
 حجاب تادی ہے بابت الحزن جو یہ کلام

کس طرح کا نصیر ہے کیسے درد دیوار ہیں  
 تخت کیسے ہیں محبت یا مریع کار ہیں  
 باغ ہے سبز ہو کچھ استجار میں اثمار ہیں  
 مرغ زرین بال ہیں باغ میں منتار ہیں  
 خوش بہان خوش طبع کچھ فہم دہشتار ہیں  
 کچھ مروت آنکھ میں ہو خلق کے آثار ہیں  
 انکے قد کیسے ہیں کیسے گیسو خمار ہیں  
 ابرو کی کعبہ کی تحراب یا تلوار ہیں  
 سبکیں سینو پنہ یا فوق کمر نثار ہیں  
 اپنے اپنے شکل میں رہتے ہیں یا پیکار ہیں  
 کس طرح کے لوگ ہیں سوئے میں یا لیدر ہیں  
 ہم اکیلے میں نہ یاں اصحابے رفیعار ہیں  
 کچھ تنہائی ہے ادا فی گلے کے ہار ہیں  
 کس طرح ہاتھوں میں انکے گز آثار ہیں  
 چوڑے چوڑے سینے پہلو میں یا کھار ہیں  
 رعبے انکے ہمارے دست و پایا کار ہیں  
 جسم میں عیشہ ہے غم جگہ کے پار ہیں  
 دلیں آرزو نہ ہونا کیا کرن ناچار ہیں  
 آج خاک فرسے اسیں سنوئے یار ہیں  
 مرثیہ ہوا غزل اداں ہیں یا اشعار ہیں

حرم گرجہ چڑھکے نہ اوتری گھن نہیں  
 آزادانہ گھر میں ہی رہ کر گیس نہیں

حسد میں درخشش ہیں وہ حرم نہیں  
 چل نجات قدم الم سے کہیں نہیں

آرائش لباس پہننے پر پے حسین نہیں  
 مطبوع ہنگوڑ مزمزہ آفسرین نہیں  
 ثایان دبدب جلوہ مہر مبین نہیں  
 تجھ احسن چہانین لے نازیں نہیں  
 موعے سفید سر پہ بجاتے ہیں طبل کو بے  
 بجائے بھرگ کے شوق بھائے ذکر  
 دامن اگر دراز ہر وقت کمال کا  
 اسال کم چہ شہدش دیو انگان عشق  
 نغمہ وصال یا کاستنا ہے گوش روح  
 مطلب یہ ہے کہ نگہ آرائش لباس  
 کیون تاج بادشاہ سے گل کرے قمار  
 محتاج کیوں کریں ہوس خوان اغینا  
 درویش کی سخن بن نہ کیونکہ ہونگ تریہ  
 مشق شاعر و رہے شاعر کیوا سطلے  
 جو سر ہوئے ہیں آئینہ رخ میں او کی سہر  
 رختے میں نگہی کو سمجھا ہی کیوں ربک  
 و عوفا سو صاحب ید پھیا کو کام کیا  
 لے نہ حرکت تار کو دین نشان طعش  
 تحصیل آبرو پہ نہ جب تک رہے نظر  
 کرتا ہے صرف غیر کے مضمون کو نظم میں  
 دل بے فدا کی یاد کے ویران کہوں ہنو  
 منظور اگر صفائے درون ہو تو جوش کیا  
 ہوتا ہے درد مند کی صحبت سے عیش تلخ

گل کی قیامیں جیہ نہیں آستین نہیں  
 انسان کا حق میں زیر ہے بہانین نہیں  
 روتش فردغ حسن سے اسکی جھانیں  
 مہر سپہ حسن ہے تری جہیں نہیں  
 تھپک ہو زرا پنے سفر کا لفقین نہیں  
 نام آدمی سے کام ہی کجا جہین نہیں  
 انسان کا عیب کو تھی آستین نہیں  
 دست جنوں چڑھائے ہوئے آستین نہیں  
 کم تار جنگ سے نفس و اسپیں نہیں  
 بریں گلو کو کجا رہے آستین نہیں  
 بے آبرو تو دانہ در شیں نہیں  
 بس کیا نگہی کہا نگہان حوین نہیں  
 گویا زبان بے ربان جو میں نہیں  
 یا یاب بجز شمر کہیں ہے کہیں نہیں  
 عارض کی گرد و پیش خط عبس نہیں  
 نیرامین کیا مقابل در تین نہیں  
 پیراہن کلیم کی بیہ آستین نہیں  
 حولان کہ ستمد طرب پہ زمین نہیں  
 خط نگاہ رشتہ در شیں نہیں  
 خالق و دولت شرا کا میں نہیں  
 صاحب سہ امکاں ہیں انیے مکیں نہیں  
 بے مزگف گرفتہ اجی انگیں نہیں  
 نشتر ہو دیکھ واسطے صوت حرس نہیں

وہ دوسرے کی چشم سے کیا ہوگا بقیاب  
 وہاں پر پہن پی ہے بے حاشیہ ہونہ  
 تقریباً اہل فن سے غنی ہے سخن کا حسن  
 اسے چرخ تو بھی پہلو کو لئے قبر کو دبا  
 اسباب ظاہری سے ہے رونق کمال کی  
 خلعت میں جسکے غم ہے اسے کیادنی سے کام  
 منقاد اقربا ہوں یہ امر محال ہے  
 کیونکہ نہ انکسار سے ہوتا بلند نام  
 رو دیا کیا میں دیدہ گویاں پہ اکہے ہاتھ  
 یہ بات دوسری ہے کہ اندوہ کین ہو دل  
 دست بادی کار کا پھر ساتھ کیوں دیا  
 ہر زبان گریہ سے مملود کامیاں  
 عیمان میں کیوں نہ دست سیر کا رہو دیر  
 میں کیا سچے کے سر پہ ادھواؤں گئے کاہل  
 نشوونما ہے صاحب جو کئے ساتھ ساتھ  
 وہ فاتحہ کو آکے ہن بیٹھے سر مزار  
 میرے مزار کو نہیں گنبد کی احتیاج  
 زاہد و نثار علم سے جہنم کو دے فروغ  
 حلقہ کے افلاک خود ہو بلب نہ نام  
 دریاے حسن چہرہ رویتن ہے یار کا  
 بوسے کباب کیوں نہیں دے ہنس کھٹ دل  
 کیونکہ ہر رخ کی راجحیت کا المستاف  
 پرواز فکر کی بشریت کی حد میں ہے

سب لب اپنی آب سے درخشیں نہیں  
 نادوختہ گلو کئی فقط آستین نہیں  
 محتاج غارہ چہرہ درخشیں نہیں  
 کافی فائدہ دینے کو میرے زمیں نہیں  
 دست گدا میں دانہ گو ہر نہیں نہیں  
 محتاج نجیہ چاک سر آستین نہیں  
 قصبے میں انگلیوں کے سر آستین نہیں  
 انگشتی کے حلقے کجا ہر نگین نہیں  
 ہم منزلت صد کی اپنی آستین نہیں  
 نالہ تو غنہ لب چن کا حزیں نہیں  
 الودہ گنہ اگر آستین نہیں  
 لوح سر مزار ہے میری جبین نہیں  
 پردہ شب میاہ کا ہے آستین نہیں  
 میرے ہی بار کی تحمل زمین نہیں  
 محتاج زر رع دانہ درخشیں نہیں  
 اب آسمان ہر سیر لحد کی زمیں نہیں  
 مرد گدا ہوں صاحب نام و کین نہیں  
 حمد و دروغ سجدہ سنی ہی جبین نہیں  
 حاتم کے سر پہ اسلئے جائے کین نہیں  
 موہیں ہم ہیں نور کی جبین نہیں  
 کیا اگلے ساتھ میں نفس آتشیں نہیں  
 آئینہ دار داغ جگر کی جبین نہیں  
 ہم سدرہ کلام کے روح (لا میں نہیں

کوچہ پہ مکر و کبر کا ہے آستین تہیں  
ظاہر نہیں جو نفس نظر اک پن تہیں  
خرمن سے لطف کیا ہو اگر خوش چین تہیں  
کبار راہ پاک حبسے نا آستیں تہیں  
گو تہ بن دل کے ایک ہی عزت گزین تہیں  
گویا اجل کا درد میان درمیں تہیں  
کیا پوستان جس کا تو یا سمن تہیں  
انہی کا منہ ہے چاک سیر آستین تہیں  
دست بریدہ پردہ در آستین تہیں  
سر سبز جس میں دانہ ہوئیہ زمین تہیں  
مزدن تباہ گل کیلئے آستین تہیں  
آغوش جام میں ہے مگر جرّ عین تہیں  
ساعدیہ وہ ہے جس کے لئے آستیں تہیں  
کان طلا ہے سخن چین کی زمین تہیں  
کثر دم کا بنس ہے سخن آفرین تہیں

پیدا کر ننگے اور کسی ماہر سے راہ  
کا نل دہی تو ایک جہان میں حسین تہیں

دام فریب ناز ہے جس جس میں نہیں  
ایرونے اتوا بدھے ہیں چیر چین تہیں  
آہوئے تیر خوردہ ہے انکے جس میں نہیں  
ہجرم کارں دبیرین کوئی نیکن تہیں  
وہ آنکھ کب ہے حسین یہ تھیں امن  
شبنم کو ناب تابش مہر میں تہیں

رکھنا قدم نہ جہمہ ترا ہد کی راہ پر  
بے معرفت سی جیفہ دینا پہ ہے نگاہ  
بیٹھا ہیون لئے ہوئے انجم کو آسمان  
دست جنوں کو پہل ہے دنیا بام شوق  
نہا دیا ہون محرم خلوت سراے دوست  
کیا ہے ہراس قافلہ عمر ہے روان  
کون جا میں سیر بارغ کو ہم لئے عذر دوست  
دل کھینچتا ہی انہی طرف اوسکا سیر ہن  
یاران رفتہ سے بہن اندیشہ ملال  
احسان کا قصہ ہول کے لہلہ سے نکر  
بس ہے اوسے دراری داغ برا حسن  
کم کوئی موج مادہ کی صورت ہے سیر حشیم  
حاجت کا عیب چرپ نہیں سکتا جان میں  
جس گل کو دکھئے نظر آتا ہے زربکف  
حاسد سے کہہ دو کہوئے نہ میری تباہی ب

بے مصلحت بتوں کی نگہ خشمگین نہیں  
جرم گناہ بخش دے برا وہ خشمگین  
غم سے زوال حسن کے برہم ہے انکے طبع  
نام آدروں میں ایکٹ اک عیب ہی ضرور  
دانہ سے اشک شور کے ہوا روئے حشیم  
صحت سر ار داغ سے کیونکر ہو قلوب زار

بدل کب نجیب ہوا کس حال سے  
 میں کیوں کسی سے دینے لگاے حرم دست  
 دل ہے وہی کہ حسین ہے اے سستیر باد  
 انصاف کی طلب میں نہ کروست دیا کوئل  
 جا سے ہر بالکا لون پہ جاہل کا رشخند  
 لے جان ہرا جانے میں بتیا بیان نہ کر  
 کبفٹے شبینہ سے اب تک وہ مست ہیں  
 لے باکمال طس عدو کا برانہ مان  
 بیجا ہے ماہ و گل کی رخ بار سے مثال  
 تو خود ہو گو حشیم تو اسکا علاج کیا  
 خواہاں نہ نمرت ہے تو گھر سے قدم نکال  
 بے آفتاب خوان فلک ہے مثال میں  
 پانی نے سر پہ بار زمین کا اکٹھا لیا  
 لے مرغ فکر تو پر پردہ از کو تو کہولی  
 دلی زبان سے مدح ہماری کرے صود  
 باہر نکال سر سے ہوا کے سکون قلب  
 کیا حفظ سر غری کی اسی شخص سے امید  
 اٹھنا ہوں اپنے زور سے بے انبعاذ غیر  
 منہ کرنے کوئے خلق اسی میں ہے عافیت  
 دشمن کی مغذرت ہو کیا ہر طرف طال  
 ساعد بری ہے نسبت عیب سوال سے  
 نقصان کے کلف سے تحفظ محال ہے  
 دامن کی کوتاہی کا گوارا ہے بھکو عیب

پردہ ہلاکا سا تر عیب نگین نہیں  
 کیا تیرے آستانے پہ میری جبین نہیں  
 ویرانہ یہ رکاں ہے اگر تو کیس نہیں  
 اسکا وجود بر سر پہر برین نہیں  
 لذت سے طعم شرکے واقف جنس نہیں  
 تو قلب مضطرب ہے زیادہ حزن نہیں  
 آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں نگہ نگین نہیں  
 خار و کی آنکھ میں گل رعاحین نہیں  
 یہ تنگ چشم ہے وہ کن دہ جبین نہیں  
 زیر نقاب عارض مہر مہین نہیں  
 بطن صدف میں دانہ گو ہر مٹیں نہیں  
 جس ماندہ پہ گروہ تان حوین نہیں  
 حامل ہوا کے بار کا دشا رین نہیں  
 ایسا بلند گنبد چرخ برین نہیں  
 اسے زیادہ حوصلہ آخرین نہیں  
 غلطان نہ ہو تو دانہ گو ہر مٹیں نہیں  
 جو مثل شیشہ راز کا اپنے امین نہیں  
 تابع میں ہاتھ کا صفت آستین نہیں  
 مجروح تیغ نقش کی لشت نگین نہیں  
 مرہم علاج زخم نقہ ہش نگین نہیں  
 باعث یہ ہے کہ سائر کف آبتن نہیں  
 اس جرم سے نوازا کہ شر کی جبین نہیں  
 از بسکہ چشم دختہ آستیں نہیں

دل میں ہمارے شوق سے مگر آشاکرین  
 پاس ادب جو خاکف قائل کا ذبح میں  
 آنکھوں کے ساتھ پردہ کی تہی کوں احتیاج  
 سر رکھکے میرے ہاتھ پہ کل سو گیا تھا کون  
 طلعت کے ساتھ اور بھی بہن خوباں ضرور  
 ساعدہ ہے یا کر ابر سے نکلا ہے آفتاب  
 یے زلف وضع کے قاسم دلیجو ہوا تو کیا  
 کس گل کی بو سے میری قبا ہے بسی ہوئی  
 کیا بار بار ذکر گلون کے جال کا  
 صورت نمائے حس ہو یہ اور بات ہے  
 شاخص نہال بارغ کی اب چاہتی ہیں کیا  
 انجام رشت ہے اگر آغاز ہے قبیح  
 چال ہے فیض میں بد طوئی او سے ضرور  
 جبران ہوں کس سے عارض جانا کی دو مثال  
 ظالم کا ہاتھ کم نہیں شمشیر تیر سے  
 خال سیاہ خون صباوت کا ہے ترک  
 عریان تنی میں کھلتے ہیں جو ہر کمال کے  
 کچھ کہپ گیا ہے آنکھوں میں آیا تھا جو حق  
 عریان ہوں مگر کہ میں سخن کے ستار تیغ  
 تصویر ناتمام کیسکی بنا تو کیا  
 زنت شک وصال کی دلواریں ہے یاد

یہ ملکیت نفاق کی زیر نگین نہیں  
 میرے لہو کی چھٹ سراسنیں نہیں  
 ثابت ہوا کہ مردم دیدہ حسین نہیں  
 مشک حق کے ناز سے کم آستیں نہیں  
 تائیدگی کے وصف سے زیر چین نہیں  
 ادکھی ہوئی وہ کہنوں نکلتیں نہیں  
 بالابند سرو ہے لیکن حسین نہیں  
 جھولی شیم صبح کی ہے آستین نہیں  
 یہ چند برگ تم سے زیادہ حسین نہیں  
 خود آئینہ جلا کی حفا سے حسین نہیں  
 خالی گون سے جب نہیں آستین نہیں  
 پرتو کو یہ ہو گا جو منظر حسین نہیں  
 دامن کی طرح گو کہ عریض آستیں نہیں  
 ماہ دو ہفتہ تو ہیں نوا یا حسین نہیں  
 تلوار کا خلاف سمجھ آستیں نہیں  
 عارض بہ یہ نہیں ہے توجہ حسین نہیں  
 میدان میں رست تیغ تہ آستین نہیں  
 یوسف ہی اوجھکے آستیں تو کھینچ حسین نہیں  
 اند دست تل کے تہ آستیں نہیں  
 خوش دامن سے شمع کا شلہ حسین نہیں  
 پٹی تنہا ہے یا زودن سے آستیں ہیں

گال یہ رفتہ رفتہ بڑھاتی ہے عشق صبر  
 دل مر گیا ہے اور کم اٹھو گھس نہیں



نکلونگا اب نہ جھوٹے کے اس کینچ تار کو  
 دل تو گیا کہیں کا عدم کے دیا رکھو  
 یریکان سمے دکھائیگا آرائش جمال  
 سکے کے خط سے کہتے ہیں باشندگان مگر  
 اتنی بھی آسمان سے نہیں جھکے چشم و شہ  
 چھوڑا نہ سانہو آبلہ ناکا دشت من  
 کشتور کٹائے نامیہ کو ہے خزانے جنگ  
 اب مری جیتھو ملک الموت خود کرے  
 اظہار سے کمال کے نوپ کی کہ مستراز  
 بڑھتا ہے سرکشی سے جفا پیشہ کا نشانہ  
 رشتہ ہوا جو سوز در سے ہمارے گرم  
 ہم خون گزندگان تمنائے وصل ہیں  
 بے برگ فصل گل من رہے خار کی طرح  
 بدلیں نہ ہم نہ ہر کرے طبع التماس  
 لبنا لباس عار تہی کا ہے گل سے نفاق  
 باقی نہیں ہے مشرق و مغرب میں تیار  
 اے دوست نادمان نہ ہر دہین ادھاکر چو  
 بالی کی راہ نہ ہوں طلبگار کوئے حق  
 تیشہ نے کاٹ کر کمر کوہ دشت میں  
 شہنم سے گل ہو نہ زمیں میں راف  
 بھر سے اور کسے آئے اگر سوئے شمع برم  
 کرتے ہیں کس گناہ کی پاداش جو ہری  
 پہا ہے سہری آنکھیں ناکسری ساس

کبوں سنگ بشت کرتے ہیں میر مزار کو  
 کچھ داغ سینہ نہ گئے ہیں یادگار کو  
 ملا ہے منہ یہ غار کھ خون شکار کو  
 دریائے نیل نہ گس شہلائے یار کو  
 شکر نیائے بیسکے سنگ مزار کو  
 ایدل صد آریں حلقش نوک خار کو  
 بھیجا ہر چوچ گل کا نشان دے خار کو  
 برسوں قصا تو ڈھونڈہ کی جسم زار کو  
 تانہیں نہفتہ برگ کے رکھتی ہیں بار کو  
 بالیدہ شعلے کرتے ہیں نخل جہاں کو  
 روشن ہوائے گردیا شمع مسترار کو  
 نخل ریاض شوق سمجھنے ہیں دار کو  
 ہم کیا خزان میں یاد کر نیگے ہمار کو  
 کیف طریقے یادہ خم کے خار کو  
 عروبان تہی کا تنگ گوار ہے خار کو  
 ایسی نہ زمین سمیٹی ہے میرے فشار کو  
 دتہن کی مرگ بس ہو تجھے اعتبار کو  
 نکلا ہوں دام لیکے ہما کی شکار کو  
 آہو کی جست و خیز کھائی شرار کو  
 باران شٹا سکانہ دلو تے عیار کو  
 سرانہ برقی جھکے دلائے شرار کو  
 ڈورے سے ماندہ کر گھر شاہ ہزار کو  
 دلمین مل کے خرمن صبر و قنار کو

چمکے ہیں کے کانوں میں لوہا مہر چپلو  
 سر مہر کرگا پیسے سینے کا استخوان  
 یاراں رفتہ جا کے عدم یقین جب یقیم  
 بیرون نے مہر کہو لڑے آبلوں کے منہ  
 فتر اک اوسکا سر نہ ونا لہ دار ہے  
 کاتل کبھی تو شک چڑھتا ہوں گہ نمک

بہر تا ہوں یوں جرات قلب نگار کو

مدی نے بخت کی ہینیکا فلک پر سریشون کو  
 فلک کہا دوست رکھتا ہو پہنوا ہاں گلشن کو  
 خدانے دی ہو کہا رعت زمین میں گلشن کو  
 تامل کیا ہے گلے تونی سے کہ جائے تن کو  
 کر گیا خوار آیا آسمان خواران گلشن کو  
 کیا اچھا علاج اطلاق کرنے لالے کے داغوں کا  
 مدی سے رواق حتم کے گرنے کو اے میں  
 ہمارے قبر پر اگر وہ بت ہو خود دیا پنا  
 کر نیگے داغ دل یونہی اگر تختوں کی گلکاری  
 زمین باغ کو تھا دیکھنا نیزنگ عالم کا  
 عجب کیا اگر یہی عالم ہے خوش لادو گل کا  
 محل پاکرہ ہاں میں بے ادب سناں چوہن  
 نمائش رخ کی قرب ریت کو اس حق کو آسائے  
 جلائیگے حیرت کو کعبہ میں یہ بن اکون  
 زمرہ بجا رنگ غریب ہونے سے بر کیا ہے  
 عدم سے کاروان اپ اہل ہمت کا ہن آنا

پریرہ از گوش نے دے سنگ فلاخ کو  
 جلاتا ہے چرغ مہر میں اشکوں کے روغن کو  
 کہ تلخ گل ہے بام آسمان میرے یقین کو  
 تجھے دیکھوں میں لے دست جنوں کا چپ لہن کو  
 کہ اکون عاریتہ خاروں کے لنگے جامہ تن کو  
 دما زنگارگون خلعت زمین میں گلشن کو  
 چھوڑن سوے مژگان ہاتھوں اشکوں کے دامن کو  
 جلا آئینے کی حامل ہو یا رب سنگ مدفن کو  
 بنا بیگے برطاؤں سیر سنگ مدفن کو  
 بہا ہی اندھالی ہی کہا پولوں کے دامن کو  
 ہوا ہر رنگ تلخ گل سنائے دد گلشن کو  
 کیا اک مہج نے تہ ساحل دریا کے دامن کو  
 شہنشاہ کا پیرہ ملے ہے روز مردشن کو  
 کمر بند شمع کی مانند بیگے زاریرہ ہمن کو  
 مشک فطرہ باران کرین مریخوں کے جس کو  
 نہ مٹھیں راہ میں نقش قدم ہیلا کے دامن کو

عجبت صاؤ کو تعجب ہے میری اسیری میں  
ہماری آنکھ کے آنسوؤں کے داغِ محبت سے  
تجھے شعلہ طوع صبح تک تابو کرے یگا  
شہیدانِ محبت تشنہ کام اب ادھر کیا ہوں گے  
خمیر ہو تواضع سے اگر خواہاں شہرت ہے  
حسد عزتِ لاش سے دین کو بہنِ تنوے حرم  
ادرا میں ہم اگر خاک بیاہنِ جوشِ خستین  
امید وصلِ جھکوا لپس ماندہ سے بچا ہے

ابھی جھک جوتانی کیلئے میری مہر دنا ہے  
سرونِ کامل چلیغِ عمر میں آنکھوں کے روغن کو

آتشِ غم کو قش رتبی نہ پیرا ہن کے ساتھ  
سمتِ کھل بیکہ لے دوست ہو دشمن کی تھا  
مرگ کا غم رزِ طاقت سے ہر جانِ دین کے ساتھ  
کیون نظر آئے نہیں میری مین یارب دلِ دلغ  
گریہ مولود دنیا ہے خبر اس رخصت کی  
دوستوں کے ساتھ تو احسان میں کرتا جو تصور  
سوزِ غم سے دل کے جلفے کا اگر آئے خیال  
تدخولی کے سبب ہو گئے سطلے صفا  
بہنِ بیکو سایہ دیوار ہم پر کیون گرا  
نزدگانِ مہرِ طبیعت نہی جو تنہائی پسند  
دو تنوں کے زمین قبر کیا شکوہ کروں  
دون سہ و خورشید سے نبیل کوئی بات ہو  
سڑا دل اسبابِ مین ہے از عان دعا

ادٹھا بجاؤ لگا کیا سر بہ رکھ کر مین نشین کو  
کیا خنک آفتابِ حشر نے دریا کے دامن کو  
بٹھایا تو نے کیوں اسے شمعِ محفلِ سر پہ دشمن کو  
گھارا کر لیا ہے کام جانِ نقاب آہن کو  
باند آوازِ طلقہ نے کیا زنجیر آہن کو  
گزنہ یادِ گلیا غم چراغِ زیرِ دامن کو  
کمر سے چھپی دی اوجا کر مین حشر کے دامن کو  
نیتلہ جذب کر سکتا نہیں گل ہر گس روغن کو

جل گیا ہوتا اگر میانِ قبا دامن کے ساتھ  
نگ ہوتا مین تو کھٹار رابطہ آہن کے ساتھ  
لشتِ سیاہی جو یہ برقِ فنا خرم کے ساتھ  
یہ چن پی کیا خزانِ مین لٹ گیا گلش کے ساتھ  
خونِ دل ہی جو چراغِ عمر مین روغن کے ساتھ  
مرد نیکی مین کی کرتے مہین دشمن کے ساتھ  
ساعتِ کی بدسلوکی یادِ کفر مین کے ساتھ  
رہ گیا دو وسیہ لٹا ہوا گلشن کے ساتھ  
کوئی گستاخی نہ کی تھی آنکھ نے دوزن کے ساتھ  
کس قدر رانوں میرا دل ہوا مین کے ساتھ  
جان میری جب کے تیرے گہر مین تن کے ساتھ  
اوٹلو نسبت کیا تمہارے عارضِ رکن کے ساتھ  
کیون ادٹھا تاجِ دعا کا ہاتھ کوٹھن کے ساتھ

منزل ایتر تک مکس نہیں ہرگز وصول  
 فوج جھکوا ہاتھ رکھ کر میرے سینے پر کرو  
 شکر ہے وہ ترک تازی کو تو آگے قبر میر  
 قرب مرد بے حقیقت سو غنی کو بفع کیسا  
 ادرا ب کیا ہونگے نازک دہ سی بالیدہ لب  
 کیا سمجھتا ہے نگاہ بار کے دادک کو تو  
 تازگی بن لالہ دگل سے ہی نکلے کچھ فزون  
 آنکھ وہ رہتی نہیں بعد از حصول کام دل  
 اتوا آنکھیں یہ کیفان کی کہلین گی اے نسیم  
 دیکھنے کا ہے تماشہ شمع کا فانوس میں  
 کیون کرین یوسف زلیخا کی شکام کا لال  
 کیون نہ زرخاک ماندہ ہون سیر دل  
 کیا ابھی دیتے ہیں لوستے کا نذر دل کے دار  
 رخصتی صحرائیں ہی ہے خطر بیٹھے ہیں خود

توئی قسمت ہر سایہ کی طرح شیون کے ساتھ  
 کام جان حال کرے دل ہی رگ گردن کے ساتھ  
 ہم نہ لپٹے خاک ہی بیٹی سیم نوسن کے ساتھ  
 ایک ہے ہوتا ہونا مود کا خرمن کے ساتھ  
 عقل کی خیراں میں تلے ہیں گل ہون کے ساتھ  
 توڑنا ہے آتھوان سینے کی یہ جوس کے ساتھ  
 دل کے داؤن کا جب اندازہ کیا گلش کے ساتھ  
 کبیر ہے مردوں کا انظار محبت زن کے ساتھ  
 بوئے یوسف مصر سے جانی ہو میرا بہن کے ساتھ  
 تن کی عرمانی ہوئی ہے مجھے پراہن کے ساتھ  
 چاک ہو انظار عصمت کیلے داس کے ساتھ  
 تھا محبت کا تعلق کسی ریح روس کے ساتھ  
 نور بہ کیسا ہے مایہ تلف مدرس کے ساتھ  
 بہ محبت رہ نورد وادی اکین کے ساتھ

عادہ اجداد پر کامل کتاب ہے سلوک

آستی اکی طرح کرتے رہو دشمن کے ساتھ

ثمر جہاں کو رہ خاک محبت باکما لوئی  
 حساب نل کیون کرنا ہے ہر آن ہر بین  
 رخ گل رنگ نیز آسمان س ہو لے بت  
 صفات ظہا ہو ہر کسی صورت سے بید اگر  
 ادب صفاک کا جنگ آزا ہرگز نہیں کرتے  
 کہے دیتے ہیں دل بتاب ہو جا بگا سننے میں  
 یہاں سے جا کے ہر کیا جائے کسی گھر میں اور بگے

حال غفل ہے سر سبز ہون شمس غر اوبکی  
 چرخ کج دفن ہر سفیدی سر کے بالوئی  
 شفق کو یاد دلوائی ہے سرخ گورے کا لوئی  
 دکھائی ہے آئینہ ستائیں بے ستار لون کی  
 وہاں کرنی ہے ملو روئی جانب اپشت ڈانڈکی  
 نہ سنئے داستان دروہم آستہ حالوئی  
 کد ہے منزل اول عدم کے حانیر الوئی

ہرگز آمادہ فریاد نہ کیا کہ اے بلبل  
گہنگار بد کرد لایا ہے حالت میں سر دوسے  
خدا ڈالے نہ درگاہ سابقہ ان بے وفا دل سے  
نہ کرنا میل ابدل شاہد و کئی رفق بیجان یہ  
بہت دشوار ہے تقدیر کے غدرے کا حل ہونا

فنا صحرابین سر دہشتے ہی دہشتے ہو گئی نکاح

بگوسے کیوں چلے تھے راہ ہم آشتیہ حالوں کی

جہاں سے مالوین جیسے کو جو چھپائے ہوئے  
دھر بھی ایک نظر دیکھ لو برائے خدا  
ہمیں متاؤ نہ اللہ ایک بھری بانوں سے  
عزیز داغ محبت ہے اس قدر بچھڑا کو  
فنا کے بعد ہی گردش ہے میری قسمت میں  
پڑے ہیں ٹوٹے ہوئے ہر قدم پیشہ دل  
سوال وصل کو کرنا ہوں تو وہ کہنے ہیں  
کر پر یار کی باتھو کہ تو جو کیا ڈالوں  
کف میں یار کی تصویر رکھیں دفن کی وقت

جلا ہوں سو نیکیو پہلوئے قبر میں کا کل

حاکم یہ تیغ محبت کا زخم کہاں سے ہوئے

رنگ لارنگ خدا رخسار جان اور ہی  
ہر قدم سر پہ خون آتی ہے میری خاک سے  
تھیں زمین کر بگا سر نہ و نہالہ داس  
لکھیں میری ہی حلالی اس بت کا فرقتی  
مصحف رخسار جان سے ملا کر دیکھئے  
رشتہ یافتہ سیر ہو گا یہ گلستان اور ہی  
قافلے جہین لٹھیں کوئے جانان اور ہی  
تیز ہو جائیگی یہ تیغ صفا ماں اور ہی  
کشتہ صداد تھے آخر مسلمان اور ہی  
نفسی میں آتا کہ اس خطا کو قرآن اور ہی

مین ہماری طرح تھوڑی چاک امان اور یہی  
 نیرگی مین شہجہ جی کا دلغ بھر ان اور یہی  
 ہو گیا مجموعہ خاطر پریشان اور یہی  
 دلیں اب غنے کرینگے تیر خرگان اور یہی  
 تو طمانی ہے مین شمع شبستان اور یہی  
 حسن دیگی بار سے اتنے کی اشتان اور یہی  
 ایک پورا ہاتھ اے ابرو جانان اور یہی  
 بندے صحرائے مین آخر سباں اور یہی  
 جگہ برسا صبح تک انکھوں کا باران اور یہی  
 کوئی تیر تری طرح گلش مین عریان اور یہی  
 پاک تہمت سے ہو ابرو سف کا دامن اور یہی  
 تیر لہجہ تاپے ناتے کو جڑی خوں اور یہی  
 زور پیرا ہونے آباغ کا طوفان اور یہی

جوش و خروش مین نگاہوں دیکھ کر ثابت ہوا  
 لانت ہر روش رہی دلیں غم فرت سے آگ  
 جمع ہنسنے جقدر گیسو کلفت کو کیا  
 یار نے غصہ مین ابرو کی جڑ ہائی ہو کمان  
 یا دو لواتی ہے روئے آتین اوس ماہ کا  
 بال بکھر گئی زلفوں کے اگر ماد صبا  
 نہ خم کاری کی رہی جاتی ہی دلیں آرزو  
 سراوی دادی مین ابتک ہنستی ہی کون جھانک  
 مرے نالوں نے شب فرت مین چمکیا جو برقی  
 اس قدر کیوں ہو گیا اے چاک تو بے لہو و رنگ  
 خاک کے ملنے سے آئینہ کی بڑھتی ہے جلا  
 خاک مجھوں سے جو محل کو نقب کا ہے در  
 آنسو نئے گو قیامت کا ظالم دل پہ تھا

لکھ کر کوئی وصل کی صورت نکالے  
 کسے کہا تھا آپے دوساں پالے  
 تھوڑی سی رات ہو اوسے باتو نہیں ٹالے  
 باہن گلے بن ڈالے مہر کو سہا لے  
 بس پس زیادہ چھپے نہ آنکھیں نکالے  
 قد کو بڑھائے ابھی جو بن کاس لے  
 کہتے تھے ہم کہ راجی پچاں نہ پالے  
 مضمون نہر انور کے سانچے مین ڈالے  
 ہشیار ہو کے بیٹھے دنگو سہا لے

ہر روز کل کو وعدہ مجھ کو نہ ٹالے  
 بل دیکے دونوں کا نہ ہو نہ زلفوں کو ڈالے  
 کل تک نہ ہوتا م وہ قصہ نکالے  
 شادی سے روز کل کو آتا ہے مجھ کو عش  
 و دلہ سے دیکے آپے کیا مول لے لیا  
 اس سہن دساں پر نہیں نایان غور حسن  
 گیسو ٹرا کے آئینہ کی عاشق کی جان  
 اد کے زور غ حسن کی ٹکن نہیں مثال  
 ہم داستان ہو گئی کمرے مین ابتدا

رہے ہیں یہ تھرکڑے ہنورات دن  
بچو سے دونوں ہو گئے آسے سے آگے  
مانع ہے کون برق گرا نیکا اے حضور  
غذ سے آب پی تو کبھی سر نہ لائے  
مین دنگور کون آپ جگر کو سنبھالے  
بستر حوال دد کا غصہ نہ لائے

خوش دخت نے کیا عقل سے ریگا۔ مجھے  
رہنما کو کے حقیقت کا ہوا گام مجاز  
میں ملاقات کو ادسکی جو حرم بن آیا  
آپ کی وید کا بندہ نہیں کر نیا سوال  
چار کے سامنے ہے مسیح سے لپٹا جاتا  
دوب کر ہی نہ دربا میں ہوں پتائے نا  
کنج غزلت ہی سیلان کا قطر و مجھ کو  
تجربہ جبر دوستار کا کرتے کرتے  
مر گیا سب تو مکی ٹھو کرین کہاتے کہاتے  
دیر و کجہ سے تو مقصد نہیں جاؤنگا او دہر  
دیکھو ن کس دن ہے عبدائی کی مصیبت کشتی

فخر دولت کا اسیر و لکو مبارک کا نکل  
بس ہے نازش کیلئے طبع حکیمانہ مجھے

محبوب آپ نہ ہوئے نہ سے خار کے  
چلتے ہیں یوں حیران ہمارے مزار کے  
واقف میں جبکہ درد سے قلب نگار کے  
بال تھے حوصلہ شدت شدت نزار کے  
کیا ہے ہر اس ٹیٹے میں اندر حزار کے  
در پہ ہمارے دین کے ماحق ہیں آستانہ

احسان میرے سر پہ ہیں پائے نگار کے  
گویا نہ آفتاب میں نصف النہار کے  
ہم کاپ کافی جاتے ہیں لے سے تار کے  
صرصر جڑھی نہ منہ ہم ہمارے جبار کے  
شاہنشاہ رہنے والو کو اس کنج تار کے  
بہشت استخوان نہیں قابل مزار کے

وہ راہرو ہوں منزل سوز و گداز کا  
 یوں ہی رہا حواساتی مہوش کا انتظار  
 میں تو بقصد کعبہ کے نکلا قنادیر سے  
 یوں اہل وضع کرتے ہیں ناجس سے بناہ  
 وز خط شعل کی اندری شاطری  
 ہوکن لیشت یروہ کہ دیتا نہیں جواب  
 پر اکیلا ردلیہ گراے برق اضطراب  
 صاحب کمال ہے تو نہ سر کبر سے اونٹا  
 منہ پیر نامہ صاف سے چونک مرد کا  
 رنگ خانے لائو کو مٹھی میں لے گیا  
 راہ سخن میں وزو کا لمبا رنگ نشان  
 اندر سے استہام کہ ہے ابر آب یا ش  
 کس کمال صاحب غمخت کو ہے ضرور  
 بخشنے نہ وہ گناہ ہمارے تو زور کیا  
 مانگ جبر سے خندہ گل کی صدا بہن  
 اندری احرام حرم زہ میں عشق  
 وقتہ و دراح حسن کا جلوہ دکھا دیا  
 آنکھیں تو دیکھیں آپ کی یا حضرت کلیم  
 رقتا ہے رعد راتو نکو بالین قبر یہ  
 اے خفنگان خاک ملین تم سے کس طرح  
 مدفن سے جوئے اشک روان ہو تو کیا عج  
 امادہ زوال ہواے آفتاب عمر  
 صحر سے آہ سرد نے ہم کو خیل کیا

کہو کی کمر تو سایہ میں نخل خیار کے  
 پنہار کے آنکھ توڑ گئی شیتے خار کے  
 ناقوس پہر لگئے قہج کو پکار کے  
 گل ٹوٹ کر جدا ہوئے پہلو سے خار کے  
 لایا ہے آفتاب کا سونا اوتار کے  
 مر مر گئے ہیں شیخ و برہمن پکار کے  
 خرمن اہی جلے بہن صبر و قرار کے  
 شاخیں زمین کو چمکی ہیں لنگر سے بار کے  
 سینے پر روک تیر تم رزگار کے  
 یوں کوئی سر چڑھا نہیں دس نگار کے  
 معنوں غیر نقش میں پائے نزار کے  
 حار و کس میں مائع ہے مزار کے  
 شاخیں برہنہ رہنی ہیں رنگ و مار کے  
 محو رہیں موائے میں انہیتار کے  
 آمادہ کوچ لکے ہیں مسافر بہار کے  
 نہ آسمان حجاب میں روئے غار کے  
 دو و چراغ کشتہ نے گیسو سنوار کے  
 طالب انہیں سے آپ ہیں دیوار کے  
 آتی ہے برق طوف کو میرے مزار کے  
 ہم نابہ طریق سے ہیں اس دیا ر کے  
 کستے ہیں ضبط گریہ بے اختیار کے  
 پوچھا قریب تو خط نصف النہار کے  
 افسرہ برگ ہو گئے نخل خیار کے



خاقل نہر ساتھ رہے ہو شیار کے  
دیتے ہیں لوجہ راز کے تختے مزار کے

بنیانہ ہوگا قریب مانند چشم کیور  
آیا ہے کون لیکے ہماری لحد پہ شمع

آتے ہیں زمین بوش میں خوشگوار کے  
تختے ہیں سنگ سرمہ ہمارے مزار کے  
ہم نرم آفتاب میں دے غبار کے  
دہارے میں پھینک دیو ہیں موج کنار کے  
ہو کوئی راز پر دے میں شہائے تار کے  
کام نہنگ جادے میں اس رنگدہار کے  
پیدا کر نیگے آئینے جو ہر غبار کے  
لیخت ہوا یہ باریں محل غبار کے  
قامت میں یا کہ سرو سہی جو بار کے  
بیہ دونوں عجب ہیں زر کامل عمار کے  
ددا شک رو تو خوشی سے پروردگار کے  
موجوں نے سر جابجے سرمے اوتار کے  
موج بلند ہو کے نسیم بہار کے  
صورت نمایا آئینے نیکے غبار کے  
صیا و جھڑجھڑ ہو مکین میں شکار کے  
نادک درون سینہ غم انتظار کے  
ہم متکلف ہیں کعبہ ابروی یار کے  
پینکا ہے توتے سرمہ کو دسے اوتار کے  
خونگڑ کمان کے حلقے ہی میں انکار کے  
بان ناز بانہ پٹھ میں ہونے سوار کے

کیا دن قریب ہوئے ہیں فصل بہار کے  
مارے ہو میں زنگس مگھول یار کے  
پامال کس غزینے کی ہو ہماری خاک  
خاقل ہو گئے تو قرب سلاطین و خوش  
راؤ نکو جاگتے نہیں ہو جو اہل دل  
کوچہ یہ عشق کا ہے سمجھ کر بڑا قدم  
زابل اگر نہ ہو لگی دونوں کے کدوریں  
آمد و شد نفس سے ہواں کی ہست و بود  
لقب و حسن کی میں سراپا بتان سہ  
تیرہ نہ رکھ درون نہ درشتی سخن میں  
کیوں اس قدر ہنس گنا ہونکا ہو تجھے  
یہو کیا دیا سپہر پہ بے مغز کا دماغ  
کشتی زمین بارغ کی اکدن کر نیکی غرق  
پائے نہ طلب مدعیان ولا کے صاف  
ہر وقت یوں سے نفس شقی آدمی کی تھا  
مژگان بنے ہیں چشم دل زار کے لئے  
ادھیں گے سجدہ کر کے ہم تیغ تیز میں  
لے چشم یا کہتی ہے دنبالہ کی نہ بان  
شایان نہیں ہر اک متواضع سے حسن ظن  
کچ فہم اور علم سے کہا ہوگا منتفع

شاید وہی ادھڑا میں معاصی کا سبب لوجہ  
حسن سلوک عجز میں تہمت سے ہو ضرور  
آئینہ پر زنگ رہا اعتبار کیا  
واس میں کیوں لٹاؤں نہ اپنے چشم تر بہن  
یوں محو کر زانیہ ایدور آسمان  
ہوں ادس سے خواستگار بد آکھیت چنچ

کابل شریک محفل عشرت ہوں خاک ہم  
آتے ہیں دہلی لاش بحد میں اذتار کے

مقطع غم دہلی جانب سے اگر ہو جائیگی  
متہم اک دن خیانت سے نظر ہو جائیگی  
بجبر کی شب بیقاری میں لبس ہو جائیگی  
آنکھ تیری روشناس غم اگر ہو جائیگی  
غم نہ کہا مر کے تہوڑی شب بسر ہو جائیگی  
حالت لے جام میں نوع دگر ہو جائیگی  
جب بلند و است پر قائم نظر ہو جائیگی  
قیس کے مرنگی لیل کو خبر ہو جائیگی  
لوگ نشتر دل میں شاخ بارور ہو جائیگی  
بود تھیرا نیکی ہی بنیا رہی چشم شوق  
یار کے دست خانی کو اگر دیکھینگے غیر  
کیون فقیر دن سویت کہنہ پاؤں مالدار  
دیکھ لریگا کوئی عاشق گرنگا گرم سے  
گفتگو اس ہر شاہ پر طے ہوتے ہیں حضور  
اشک کیا آؤتو سرا لگی آنکھ لے نخل آہ

شمع بزم معرفت تیری نظر ہو جائیگی  
آنکھ تیری آپ اپنی یردہ در ہو جائیگی  
جاک جب صبر سے پیدا اسحر ہو جائیگی  
صیقل آئینہ عرفان نظر ہو جائیگی  
زندہ تولے شمع ہنگام سحر ہو جائیگی  
میکون کی دھتر رز کو نظر ہو جائیگی  
سوج ہی گرداب نکرو دیور ہو جائیگی  
رخت ماتم جسم کو گرد سفر ہو جائیگی  
لذت غم مرہم زخم جگر ہو جائیگی  
خگ میں رگ کی طرح پہن نظر ہو جائیگی  
ماہی دریاے خون میری نظر ہو جائیگی  
سبر سے کیا شاخ دولت بارور ہو جائیگی  
موئے آتش دیدہ اُس بت کی کر ہو جائیگی  
طلح دینے و حکایت مختصر ہو جائیگی  
خاک بے آبی سے جب گنت اشر ہو جائیگی

نیند جب آکھو نہیں آئیگی تو ساقی خشتِ خرم  
 دشت میں آما اگر وہ شکر و رو بہر شکار  
 لبِ جب سینے سے پہونچگی تو وہ دیکھو جواب  
 بختِ خفہ نے اگر میرے دکھا یا کچھ اثر  
 ذبحِ چھیک پہونچے سے کرے وہ جنگجو  
 آنکھ میں سرمہ کا دنیا بار بار اچھا نہیں  
 طعنِ حاسد سے بڑھکی جو دیتِ ذہنِ رسا  
 دن پہنچے جب پہاڑ نے شبِ لید اکھبر  
 آنکھ سے میری اگر رستہ میں ٹکے اشکِ گرم  
 ہاتھ اٹھاؤ ظلم سے دیکھو بہت پہونچتا دگے  
 جنسِ عصیان ایک محترم ہو واجب میں طلب  
 مانگ لگھئی کر کے چوٹی میں نکال یار نے  
 شرمِ عصیان کی تجھے تو یہ سے کر دیگی غنی  
 ساتھ تیرا کچھ دنوں یونہی رہا گرے جواب  
 سنتے سنتے رات دن فریاد مرخانِ چین  
 غم کر لگا بند سے بند ایک دن تیرا جدا  
 غم سے بیہواری کے اوگے گا کلیجہ کا ہوا  
 رخنہ مرکان سے جو کل پہے دل میں جوئے خون  
 ابر کے آغوش میں ہی بہن ہوگی جا کے سہر  
 روشنی تیری دکھا جاگی تجھے مرجع کا نور  
 رفعِ بزمی اگر ترکِ معان سے میں کروں  
 کہوں رہ بہر معان کا خبر سے بوجھوں نہا  
 بہت بھگتے رہا جب اسے شے زانی ہے اگر

الشِ سحاب پہونچو زیرِ سر ہو جاہلیگی  
 جہتِ وغیرہ پہونچی پروازِ شہر ہو جاہلیگی  
 آہ میری نالہ زنجیر در ہو جاہلیگی  
 بندِ خط کے ساتھ چشمِ ماسہ بر ہو جاہلیگی  
 آرزو اسوقت تک زخمِ جگر ہو جاہلیگی  
 دیکھتے فرکان کی صفِ زیرِ سر ہو جاہلیگی  
 تیر کہا کر فکرِ میری تیز بہ ہو جاہلیگی  
 تیرہ بختی خالِ رخسارِ مست ہو جاہلیگی  
 کشتہِ لاسِ خاک رہا بگڑ رہ ہو جاہلیگی  
 بد دعا جبرن کیسی کارگر ہو جاہلیگی  
 خوارِ میری وجہ سے نوعِ بشر ہو جاہلیگی  
 راہ اس کوچہ کی اتوبے خطر ہو جاہلیگی  
 جلد جب رخسار کی ہمرنگ رہ ہو جاہلیگی  
 موج ہی تری طرح شور بدہ سر ہو جاہلیگی  
 ایک دن نول ہو اے باغ کر ہو جاہلیگی  
 بے حلاوتِ زلیتِ مثلِ نیشکر ہو جاہلیگی  
 غرقِ خون کشتی اہلِ نظر ہو جاہلیگی  
 قلمِ مروجِ تاسالی دگر ہو جاہلیگی  
 قطعِ جو امید ماسہ شجر ہو جاہلیگی  
 بچتے بچتے جب ضمیر مست ہو جاہلیگی  
 داستانِ ضبطِ میری ست ہو جاہلیگی  
 موج ہی خودِ بڑے کے آگے رہ ہو جاہلیگی  
 چلے جلتے تار سے نہر کو سحر ہو جاہلیگی

مند ہونے ہی لمحہ طے لگیں گے دل کے داغ  
 سوئے پیری کھینچ کر لیا اڑگا تھکد شباب  
 ہم مہیہ بخنڈ نکو شام وصل کی سوکھا خوشی  
 وصل کی تپ سیج وہ کب جو تکے ہن خواب سے  
 مشورہ باس ادب کا ہے کہ سونے دون اہن  
 سر گلہ کر لیجے گارالت ہوتی ہے نہام  
 شام سے ہی وصل کی شب من ملا پیر روشنی  
 آب و دودن ساتھ لہا ہر گن ہر گن طرح بین  
 کہا کہ لکڑے ان جو کہ رہیگا خاک بر  
 غنہ گل کو بارک مونا لے اے اجناں  
 آپ دریا طرح خورق قاعد کا ہر بین  
 صبح کو تا نمرل فور تند کر بہنچی نوکبا  
 کامیابی کیلئے اسباب کا طالب نہو  
 کچھ دن کسیر حیرانہ افاب غم سے کہ  
 رم بن عریان نہ بیچے گا بھی صاحب کمال  
 طبع کو باغ جہانیں کر ادب آموز فیض  
 سر بلند ی یاد رکھو تو رہا سنا پیہ  
 پست فطرت اسقدر سمجھئے کہ ہم ایسے  
 مسرکہ میں حوٹا خان کی فکر ہے کار زمان  
 لے کر تھ لا کا غم اور سے پیر ابد مرگ  
 ہر رکھ جیتم تہان کی جان لیگی ایک دن  
 تیغ زہر آلود کایانی کچھ دیگا سرورغ  
 رفتہ رفتہ طبع میں ظالم کی سدا ہو گا رحم

شام کے ہوتے ہی اس گہر میں سحر ہو جائیگی  
 تیرگی سے شام کی سید اسحر ہو جائیگی  
 وہ رآمد گھر سے جب ہوئے سحر ہو جائیگی  
 نیند جانے مانتے آنکھوں سے سحر ہو جائیگی  
 دل بہ کہتا ہے کہ لے ظالم سحر ہو جائیگی  
 دکھئے شکوے شکات میں سحر ہو جائیگی  
 آج پیش رفت کا طالع سحر ہو جائیگی  
 زندگی میری فراغت سے بسر ہو جائیگی  
 رات آسائش سے قافلے کی بسر ہو جائیگی  
 خاک کی حیرانی اس میں بسر ہو جائیگی  
 زندگی ایک حیا در میں بسر ہو جائیگی  
 رات تو سیم کو روتے میں بسر ہو جائیگی  
 شاخ خود سر ستر نہ کام شہر ہو جائیگی  
 فکر تیری بچتہ مانتہ شہر ہو جائیگی  
 شلخے بے برگی سے پلے بے خبر ہو جائیگی  
 بخیر کی عادت سے نکل بے غیر ہو جائیگی  
 شاخ ادب کی ہوگی نہ ان بے خبر ہو جائیگی  
 باغ باغ ان جبار مولوں میں پیر ہو جائیگی  
 مرد کے رخسار کی کوئی نہ کٹ سحر ہو جائیگی  
 بد ہو کر مرد و عورت کی نو سیر ہو جائیگی  
 تیغ بہرے خور میں لے دل بہر سحر ہو جائیگی  
 سیر اسی سہلا ہے نہ لے سحر ہو جائیگی  
 درندہ تنہا نہ لے سحر ہو جائیگی

ہنسکے وہ ٹی اگر دینگے مجھے ہنگامِ دُش  
 ابر کیوں کرتا جہاد پہلو سے اپولے صدف  
 باز تو قیر ماتھ آجا بیسے بڑھ جائیگا نجل  
 رشتہ کے مانند اگر باریک بین ہوتی آنکھ  
 آبلوں کو دیکھ طے کرتی اگر آبیگی آہ  
 گھٹلوے صل سے کیوں آیتے ہیں نجل  
 فصل گل جب بارغ میں آئیگی لے باد صبا  
 مرگ کو میرے معاند دینگے شہرتِ تہل مرگ  
 نزع میں نحو جالِ دوست ہوگی اس طرح  
 میرے مرتیکے حکایتِ سج نہ سمجھے وہ اگر  
 کیوں کریں لے دو تپشِ از دت ہم فکرِ نین  
 سنی کہ حسنِ عمل میں کیا تجھے یہ دھیان ہے  
 بعدِ طلت بھی ہمارا ساتھ دیگی آرزو  
 جانِ شہرین سے نہ غلط لے تن غالی بڑ با  
 کاروانِ عمر لے پیری گیا منزل پہ کب  
 اسیلے چرخ کی گردش ہے چشمِ یار میں  
 چھوڑ عادتِ مونس گائی کی دگر نہ اکین  
 نیلگون گندہ نہ سرمہ کا پنبہ آؤ آنکھ کو  
 آمنہ نہ دار بکائی ہیں وہ دیکھیں اگر  
 باک میں ہونے غیر محرم سے اگر آنکھیں نہ چار  
 تیر غز کان ہونگے آنکھوں میں نشانوں کے خضر  
 آنکھ کو باریک بین سمجھ لکا اوں دلے مسیح  
 دسر کو لگا ہے ہمتوں کو ، لکھاتے ہوئے

خاکِ میری گردِ رخسار گہر ہو جائیگی  
 کبا خرتھی لوند پانی کی گہر ہو جائیگی  
 بند ٹھی تیری مانند گہر ہو جائیگی  
 راہ پیدا مثل سورخ گہر ہو جائیگی  
 آتے آتے تابیہ بسلک گہر ہو جائیگی  
 کون مٹیٹا یہاں کس کو خبر ہو جائیگی  
 ہم اسبرانِ نفس کو بھی خبر ہو جائیگی  
 متبادیر کیا مقدم یہ خبر ہو جائیگی  
 آنکھ کی تپلی مژہ سے بے خبر ہو جائیگی  
 دل کی گہرا سٹ سے نقدِ لبِ خبر ہو جائیگی  
 گہر سے جب نکلتے تو غبت ہم سفر ہو جائیگی  
 طے عدم کی راہ لے زاد سفر ہو جائیگی  
 دامنِ دل کیلے گردِ سفر ہو جائیگی  
 منحرف تجھ سے یہ ہنگامِ سفر ہو جائیگی  
 صبح جب گہر میں ہیں روزِ سفر ہو جائیگی  
 ایسے سرمہ ایک دن تو لے نظر ہو جائیگی  
 مردک کا زخم خود تیری نظر ہو جائیگی  
 نرگس بیابا کی دیکھو نظر ہو جائیگی  
 عکس کی جانب سے روگردانِ نظر ہو جائیگی  
 سانونِ پردہ میں پوشیدہ نظر ہو جائیگی  
 بالِ ہرے بٹ اگر تہِ چھپی نظر ہو جائیگی  
 بغیرِ سوراخ تو ان جسدِ نظر ہو جائیگی  
 حارونِ من آب کی مر چھی نظر ہو جائیگی



اسی میں مصالحت ہی منتقل رہے فغان نکلے  
 بے گلاشت گھر سے نوا کر لے جان جان نکلے  
 شرفِ وقت میں بہتیں اس صبح دل نکلے کہاں نکلے  
 بنوں کے تنغ ابرو دل سے پیڑوں جیساں نکلے  
 اگر بہرِ خرام ناز وہ سرورِ رواں نکلے  
 نکالا انیم سے نکلے نواے سرورِ رواں نکلے  
 غمِ الفت نہ ہو تو کھلو تو کھلا رہے فغان نکلے  
 وہی آسودہ خاطر جو کہ ایا کام جاں نکلے  
 کہاں ازہ رفت جو ہم نے کوئے جاں کا  
 توقف کر چری حلق پریدہ سے اٹھانے میں  
 ہم الباسوں کو لے قرہ ہرگز نہ سمجھے تھے  
 قاتل سے خود کیا گھر بنا کر رہنے والوں کو  
 ہمارے زرد گانی تھوڑے سے شاخ لستیں ہے  
 الٹی موسم گل شوکت شاہ سے آئے  
 خبر گئے ہماری آکے کی صبا دے گھر میں  
 سب روکیوں کرے کچھ کو بھیا کر گوش گشتی  
 صحابہ سال پرہیز پی کے مانی چتہ ٹونکا  
 نہ بڑھنے دوسرے آئینہ اپنے عکس گھسو کو  
 برابر میں بہا رباع کے موسم میں بلسلی کو  
 بہ ریشہ دے حرم یاد کو یارب کہ رفت میں  
 تفاخر کیوں کر بن لے سوز غم وہ بات ہی کیا تھی  
 گداز لے سوز غم ایسا دلخ جان میں پیدا کر  
 تعجب نہ کیا ایک دن تو کب روری کو

نہ نکلے بیہ تو میرے سر پہ منہ سے دیواں نکلے  
 درگشت سے لبتے تھکے سر و دستاں نکلے  
 دزنل ہی دیکھوں قبل کسکا کارواں نکلے  
 شمع آلودہ جہج دلیری بیکہتاں نکلے  
 دہان شور محنت سے صلے لالماں نکلے  
 صدائے نغمہ تھی جب تک نہ جھٹکے کہاں نکلے  
 جے سینے میں دل سرا تو آہوں کل دیواں نکلے  
 بہن بھٹکے گلی سے یا کی با ماساں نکلے  
 کہیں اسکی دین سوست ساواں آسمان نکلے  
 ابھی ارمان سیر دل سے لے قاتل کہاں نکلے  
 خدا کی سناں یہ قطرے بھجے بکیراں نکلے  
 سرور دہر میں دو چاروں کے میہاں نکلے  
 اس بدن مگئے جہنم اٹھا کر آشاں نکلے  
 چمن کی سرزمین کی زرد رو پھوٹے چراں نکلے  
 بہن کہا کام گشت میں رہو با باغاں نکلے  
 مثال شمع کیوں نہ سو تیرے باہر زباں نکلے  
 زمین مارغ سوز گس بزرگ ارغواں نکلے  
 پڑے گھر میں کون بے اذن حاکم کہاں نکلے  
 بدن سے جاں نکلی یا چمنی آشاں نکلے  
 زمیں کا اوٹکی اندازہ کرن تو آساں نکلے  
 اگر نالے ہمارے ساعے کے ہم عیاں نکلے  
 عرق کے ساتھ میٹھی پی پی منفر آخواں نکلے  
 تلاش زرق میں ہر رے زمرہ ناولاں نکلے

کسی صورت نہوتی زندگی لے باغیاں میری  
 بہار آئی کہیں بٹری کٹے پائے تنہا کی  
 قدم کلنڈرِ حُسن میں بہن رکھنے نہیں دیتا  
 چلو تو مصر میں ہم جان بھیگا تمہیں لینگے  
 غبارِ روٹھ کر غریبے کا رواں کی مہری کیا کھاتا  
 امید خیر کیا لے موجِ دریا گھر کی دولت سے  
 کہن کرتے ہیں آہیں پختہ کارانِ محبت ہی  
 اتنی کون صبرا ہمارے دل کا صحرائے  
 نہ لے لُختِ دل دامن کی جانبِ قتل اشکوں کے  
 بے قصدِ اسحاقِ عشق صادقِ فدا گر کہو لیں  
 بیس لدا کہ موت آئی ہنسِ صبا کے گھر میں  
 مسیحا آگیا وہ کیا لوثتِ والین آئے

غنیمت ہو کہ طائرِ بیتاں کے ہجرِ باں نکلے  
 قدم گھر سے پئے لوفتِ خراباتِ فغان نکلے  
 آئی قتلِ آدم اوس گلی سے پاسباں نکلے  
 شاعِ حسن کا جو رخِ آہمن جاں جاں نکلے  
 دہان رنگ کو سی دون اگر بسے فغان نکلے  
 عطش سے جگرِ برون دہن تیری زبان نکلے  
 کبابِ خام تول کو سجھتے کبک دیواں نکلے  
 خوشی کے قافلے گدھے نہ غم کے کارواں نکلے  
 وہ لٹ حانہ جو خنجرِ سیویش زکا رواں نکلے  
 رگ گل سے غدا دل کا ہولے باغیاں نکلے  
 جمن میں باغیاں جب آتش گل سیویشوں نکلا  
 نہ اونکے یاؤں میرے بہرہ سحرین سے جاں نکلے

دیارِ دوست کو بھیجیں بہامِ شوق ہم کا تھی

ادھر دھر کا جاں بولا بھی تو کوئی کارواں نکلے

سرگرم سیرِ آج ہیں وہ کسی چاہ سے  
 خلقت ہو دلکی الفتِ چشمِ سیاہ سے  
 ساگرِ کوشمِ چشم کے چشمِ سیاہ سے  
 دامنِ کتاں جلے نہ تیختر کی راہ سے  
 آنکھیں ہیں شر مارِ نظر کے گناہ سے  
 اشکِ طرب بہائے ہیں چشمِ سیاہ سے  
 یوسف گرے نہیں ہیں فلک کی نگاہ سے  
 نکلے ہیں خود چرخِ لائے اشتیاقِ حبس  
 دودھی ہزار زلف کے جاوے پر زلفِ یار سے

پیدا ہے بعضِ شوق کی سرعتِ نگاہ سے  
 آنکھیں کہلی ہیں رُوزِ تیرِ نگاہ سے  
 وہ صورتِ نغمہ سنتے ہیں تازہ نگاہ سے  
 ظلمتِ انا رہ بگی ردا دوشِ ماہ سے  
 کاغذِ نخل ہو گلک کے رکساہ سے  
 خوں عاشقوں کو دیکھو میں دستِ نگاہ سے  
 اقبال انکا آ کے کسا بنگا چاہ سے  
 آیا ہے کون وادے میں کدوہ سے  
 برہنہ بہا نہ بے کسی نہ آہ سے



آرام چاہتا ہے تو صحرائیں آکے بیٹھ  
راحت زیادہ جسم کی ہے روح کو مضر  
دیر و حرم کے بھرمین کی زندگی بسر  
عصمت کے مدعی کو ہے شاہد کی احتیاج  
کشتی ہماری یکے بیٹھا دی زمین پر  
پُر از احکام کوئی مقام عجب نہیں  
کھینچیں تمام عمر اگر روزِ شبِ حربص  
بیگانگی سے خلق میں پایا ہے بہ رواج  
گرمیاں مجھے فراق میں دیکھا جو برق نے  
پیدا کیا ہے رخ کی محبت میں داغِ دل  
آئی خزان نصیب لگستاں کے سو گئے  
لے سوچ رکھ نہ جاوہ گر دابِ یز قدم  
ملتا ہے گنجِ مال کا بے رنج کسبِ چہ  
میں ٹھکے نہ پاؤں لگا بسکر عبا رہی  
بخشاؤں کریم کہاں اور میں کہاں  
نابت ہی پیش خیمہ سے آنسو کے نزع میں  
معلوم ہو کے رخ سے ہوئی ہے نظر جدا

کائناتِ غزال کیوں نہ ہو شوخی میں چشمِ یار  
سیکے ہیں فنِ عشوہ گری کس نگاہ سے

کس کو بلا کشاں محبت کا یاس ہے  
صبحِ شبِ دہمال کا دل کو ہراس ہے  
برودہ کا اپنے دہسرِ روز کو یہ یاس ہے  
عریان سمجھو نہ ہلکو اگر ردِ شناس ہے

خندانِ دہانِ زخمِ جگرِ دل کے پاس ہے  
امید میری چاکِ گریبانِ یاس ہے  
سینے کے گہر میں بیٹھ کے آتشِ لباس ہے  
رنگِ بریدہ رخ کا ہمارا لباس ہے

ہر شے سے دور اور ہر اک شے کے پاس ہے  
 دل مجھ سے دور ہو کے حیون کے پاس ہے  
 بیتا ہوا اب انکھ جسے غم کی پیاس ہے  
 اہل صفا کا آئینہ جو ہر شتاں سے ہے  
 بنیاد پھر حنج زمین کی اس اس ہے  
 غم ہے متاع گرد بیا بان لباس ہے  
 یکساں مجھے قبائے حیرت و پلاس ہے  
 چپ چپ بہن خار دشت کی صحراداس ہے  
 سوزن سے جو سیاں گیارہ لباس ہے  
 دامن بخود پی بنجارہ حواس ہے  
 کیا شوق دیدار کا رخصتی کی پیاس ہے  
 تو یہ سمجھ کہ دل منہب آئینہ یاس ہے  
 لے زینت اپنی مرگ سے ہی ہکو مایس ہے  
 اس پر کہ زخم خوردہ بیگان یاس ہے  
 مالک ہمارے غمگدہ دل کی یاس ہے  
 داغ جگر کا ایک وہی روشناس ہے  
 انسان کا جہل زینہ بام قباس ہے  
 کیا کشتوں کو باد مٹا لے گا یاس ہے  
 اک نخل اب بھی دادی الیک پاس ہے  
 آنکھ خوش ہے عس جو میرا داس ہے

اسکی جلن ہی دل کو ہو کالی تو کیا کر د

اب ایک ہی تو داغ کلیجے کے یاس ہے

سرسبز شاخ عصف تھی جب بارود نہ تھی

کس کو کہیں امید کسے ادس یاس ہے  
 پر کیا بریلے کون مقام ہر اس ہے  
 رونا دہی ہے جو گر سنہ نشاط کا  
 کرتے ہیں قدر اہل بصیرت کی دیدہ ور  
 تو سپت جانتا ہے جسے او کی قدر دکھ  
 آوارگان دشت کو کوٹھنگے دزد کیا  
 راضی ہوں دور حنج سے میں ہر لباس میں  
 غربت میں کوئی آبلہ بام گیا ہے کیا  
 گزری گی جسم زاریہ مبرے کفن میں کیا  
 اوٹھوں زمین ہی چہار کیستہ میں شوق  
 دیتا ہوں جد و در فلک کام دل ہمیں  
 صدر صفا کے قلب سے سوچنے تو غم نہ کہا  
 تنہا تجھی سے ہم بہن فرقت میں ناامید  
 افلاک بیر بال بہن مرغ امید کے  
 ہم اذن بارود سے نہیں سکتے اسد کو  
 ہر گناہ سب بہن حشر میں خیر آفتاب حشر  
 لیتے ضعیف سے نہ تعلی کی اتو یا  
 دانستہ بعد کرتی بہن مقصد سے اختیار  
 جا میں صدا دوست کا ہی خاک و شیتان  
 کیون جاے کوئی حالت غم میں کیے گھر

یجا ہمیں نکا پیتا کسب سہر نہ تھی

راہ نشا ط کوئی تھی از خطر نہ تھی  
 دل ہوش میں ہی ادا سے انہی خبر نہ تھی  
 مردم کا عیش تلخ کرے وہ نظر نہ تھی  
 لبون عاشقوں کی تشہدِ غوں جگر نہ تھی  
 منہرل کے منہ سے جو نعل کیوں بیاہ رو  
 ہوتے جہان میں رحلتِ اسلاف سے بلند  
 جو کچھ کیا زمین میں نے کیا یہ جبر  
 آ کر شب وصال میں دل سرور کر دیا  
 عشرت میں بھی عزیز را صاحب کمال  
 غبروں کے منہ سے خلق میں ہوتی بلند نام  
 کرتی علاج دردِ طبیعت قبول کیا  
 سب گانہ عقل و ہوش سے ہونگے لگا کے دل  
 کیوں کر جبار دیر نہ ملتے جب بن یہ ہم  
 گھایا تھا پہنے سینے پہ تیز لکھ دوست  
 ہشتہ خطِ شمع کا لیتے مگر سے کیا  
 پہونچا یہ فیضِ سبز کو ہونے سے غیر جنس  
 میراث میں سب کو دیتا نہ مانہ کیا  
 بن پڑتی کیوں نہ گری غریبِ حشر کی  
 کیوں دل گرفتہ قبر سے جو ما بین بد مرگ  
 داغوں کا عندہ مکے پہ آتی ہنسی مجھے  
 کیوں اور گئی نہ لیکے نشہاں کی سیطر  
 بھاگادہ مدرک سے تو اسکا تصور کیا  
 کیوں کرتا طامین مرگستان نے صبح کی

لذتِ شرابِ ناب کی لے دردِ سرتہ تھی  
 کہوں کہ صلائے رجزہ غم کا رگر نہ تھی  
 رویا ہی میں تو آنسوؤں سے آنکھ تر نہ تھی  
 آگے تو ایسی قبر تہا رہی نظر نہ تھی  
 کیا سیرہ یوش قافلہ گرد سفر نہ تھی  
 دو دیوارِ کشتہ ہمارے نظر نہ تھی  
 محکومِ ابرو باد کی طبعِ شجر نہ تھی  
 یاد رہتی موجِ آب کی بادِ سحر نہ تھی  
 یاد رکھنے کی بردہ روئے قبر نہ تھی  
 میری نگاہِ رشیدہ سناک گھر نہ تھی  
 دستِ دعا میں جنسِ نفی اتر نہ تھی  
 ہیکل اس اسی بے خبری کی جبر نہ تھی  
 آلودگیِ خاکِ حرمِ معتبر نہ تھی  
 حیثیتِ زہ کماں قضا و قدر نہ تھی  
 محتاجِ جیبِ صبح پئے بخیہ گرنہ تھی  
 شبنم سے موجِ آبِ مرصع کمر نہ تھی  
 تشریفِ علم و فضل کی پالانِ خضر نہ تھی  
 اشکوں سے آستینِ قبا میری تر نہ تھی  
 دنیا سے تو فضا لے لکھ رنگ تر نہ تھی  
 دل جکے خاک ہو گیا او کو خبر نہ تھی  
 بیلِ خزان کی فصل میں بے بالِ پتہ تھی  
 انسان کے حواس کی حافظِ سپر نہ تھی  
 معلوم کیا سفیدیِ چشمِ پدر نہ تھی

بدنام باغیان لے کیا بے سبب اسے  
منور کرتے ہرے دبانے کا قصد کیا  
کرتی چبا نہیں رازا سیری صدا فاش  
زرگس کچھ اور ہو گئی سبیل کے قرب سے  
تیر مردہ لبخ بے اتری سے ہوا جو تو  
نکلا ہے خون لکے جو عارض پہ آفتاب

زرگس کی آنکھ ماغ میں اجمعی تھی یا بری  
کاتل کیسے عیب کی تو یردہ در نہ تھی

سخن ہے عقدہ لامل سری زبان کے لئے  
بخل کشادہ ہو کیوں ایسے میہمان کے لئے  
چلو جو رات کو تم سیر بوستان کے لئے  
نظر حقوق نثارفہ تھی جو نا دک کو  
ریاض غم میں ہوں وہ عندلیب سوختہ حیاں  
ہم اپنے قلب کا رخ تیر کو بتا دینے کے  
ہو اے دل کا گزرو کوئے یار سے ہوا گھر  
ضعیف ہو کے نہ کر اسی قد کی ہو س  
ہمارے نقش کے حمال سوئے جاتے ہیں  
نہ رکھ ابد منتع کمال سے اپنے  
مبارک اہل دول کو ہوشا میا نہ زرد  
سر لے قبر ہی کوئی نگار خوشرو ہے  
گناہ میکدہ و حرم دبر و مجلس نرد  
ہمارے داغ جگر سے جو ملے نکلی آہ  
سب فراق سحر کس طرح ہو نا لون میں

کلید ناطقہ کی قفل ہے دہان کئے لئے  
کہ قرب تبر کا اچھا نہیں کمان کے لئے  
چیراغ دزدہ بین مام آسمان کے لئے  
ہر طرف جا کے توقف کیا کما حق کے لئے  
کہ برقی جیتی ہے خس میرے آئین کے لئے  
کمان زہ تو کرین آپ سرتناں کے لئے  
ہمارا غارہ بنے چہرہ خزان کے لئے  
کہ عیب قامت خم گشتہ ہو جوان کے لئے  
صدائے رنگ ہو اتنا نہ کاروان کے لئے  
حاکار رنگ نہیں دست باغیان کے لئے  
سیرس ہے فقیر دن کو سائیلان کے لئے  
کہ جسکو دیکھئے قرا ہے اس مکان کے لئے  
فصاں قبر نے مجھے کہا کہاں کے لئے  
ہو اے رنگ یا مہن بوستان کے لئے  
کہان سے لائے کلیو کوئی نقان کے لئے

کبھی جلیں تو زار گزشتگان کی طرف  
 نہ غم شباب کا میں نے کیا نہ پیری کا  
 کہے حجاب اگر تیرے تو آسان ہے  
 وہ سوز دے تو لاغر کو بھر میں یارب

وہن گئے بہن آئے تھو ہم جہان کے لئے  
 بہار کے لئے رویا نہ میں خزان کے لئے  
 کہ ایک چوڑے دو گوشے میں کمان کے لئے  
 کہ چنبہ شمس بنے منراستخوان کے لئے

خداوند کو میری زبان دی کاغذ  
 وگرنہ تھی یہ اہل اصفاہان کے لئے

قدیم بادہ گلگون کی طرح گھر میں رہے  
 آدمی دیر میں باخا نہ داور میں رہے ✓  
 بادہ علم نہ جب بحث کے ساغین رہے  
 بس کو اس کے سوز ہنسی کو اک کہنہ حسیر  
 ہونے قبل سے آزاد کبھی اہل کمال  
 آبروداروں کو امید رہے چرخ سے کیا  
 گرم کر خون تن زار کو لے جوش حنون  
 ہو گا زائل نہ فردا کی اصل کا عیب  
 تشنہ کا ماں شہادت ہوں الہی سیراب  
 چارہ کا نہ تھا خیر نہ راست کوئی  
 خلد میں آکے طے آب غنیمت ہے حضور  
 کہ کو قدرت تھی کہ دیتا نہیں کیف حیا  
 بلالوں کو زمانہ نے اٹھرنے نہ دیا  
 چشم جاناں سے بچا ہے دل وحشی کو گر نہ  
 بیون وہ دل سودا گری سے پیچھے نہ بن  
 از کمال نہ امن کو از دال کی صحبت ہو پند  
 وہن ہوا اگر نفس سر در میں سوختہ جاں

بیڑیاں سوچ کی پیچ ہوئے ساغین ہے  
 شاہ منزل دھوت کی ہوا گھر میں رہے  
 نشہ کبر جہالت ہے کہ پیر سر میں رہے  
 کیوں خود منہ غم بالمش بہترین ہے  
 نامور ہو کے ہی ماند لگین گھر میں رہے  
 رختہ تا دک غم جب دل گوہر میں رہے  
 خوار کنگ رگ جاں بدہ نشر میں رہے  
 رشتہ گوین کے رگ جان دل گوہر میں ہے  
 بوند پانی کا نہ اس تیغ کے خنجر میں ہے  
 سرنگوں شرم سے ہم عرصہ محشر میں ہے  
 ہم بیت آپ کے جویا صفت محشر میں ہے  
 مست ہم بادہ توحید سے محشر میں ہے  
 صورت آئینہ ڈوپے ہوئے جوہر میں ہے  
 لبتہ واجب ہو کہ شاہین و کبوتر میں ہے  
 پیر ہن شعلہ سرکش کا اگر سر میں رہے  
 خار سے واسطہ پیلو سگل ترین رہے  
 عود کی خاک سلگتی ہوئی محجر میں رہے

خود اگر نخل در آتش طلب زمین ہے  
 داغ تک نیکے دل لالہ احمر میں رہے  
 جان گہٹ گہٹ کے کہا خاک تن لاغر میں ہے  
 کچھ دلوں حان نگ کے تن لاغر میں ہے  
 لاکھ تو صحبت ماراں سخنور میں رہے  
 باقہ دُبا ہوا جب خون برادر میں رہے  
 دم بخود ہم نفس گنبد اخضر میں رہے  
 خضر سپر کہن سال بھی چکر میں رہے  
 ہم کبھی ابوسمبی برق کے سیکر میں رہے  
 ملک کو اپنی بستر ملک نہ سمجھے کاہل

نخل ہمایہ کے سایہ کی طرح گھر میں رہے

کشتی ہماری کج آب گھر میں ہے  
 گردش مثال جہنم تھے اینی گھر میں ہے  
 ریگ روان کا نافہ گویا سفر میں ہے  
 دھوا زمین کے فلک کا جرم قمر میں ہے  
 پتلی نہیں ہے مردم آبی سفر میں ہے  
 ان تلخیوں کے بعد حالات ثمر میں ہے  
 راحت شمیم غیمہ کی رنج سفر میں ہے  
 لیکن عزیز جو ہر یون کی نظر میں ہے  
 گرمی ہنوز شعلہ کی دردِ جگر میں ہے  
 یہ پختگی کی ایک علامتِ ثمر میں ہے  
 آویختہ حسنیوں کی موئے کمر میں ہے  
 آتش کہہ ہر آبلہ پا نظر میں ہے

خاک پیدا ہو دلوں میں اشر و عظمیٰ  
 داغ عالم کی ہوا ہم سے موافق نہ ہوئی  
 ہو چکی صبح اچھی شبِ فرقت کی نمود  
 شوق دیدار بن کیوں جائے ابھی لکھوں دور  
 خود پسند ہی ادب آموز نہ ہونے دیگی  
 ابن آدم کو ہے اس جہد میں راحت ملتی  
 طائر فکر کو پرواز کی وسعت نہ ملی  
 میرے جادہ کے کج و بچ میں رکھے جو قدم  
 جیب ہوئے رد کے تو کھینچن شرافِ انہیں

وندان صاف یا رکاد ل کی نظر میں ہے  
 ہم اضطرابِ قلب کو شوقِ سفر میں ہے  
 گردش ہماری خاک کو یون بحر و بر میں ہے  
 اعلیٰ ہمیشہ لیست سے ہم ضرر میں ہے  
 دوزخ کی آگ آنسوؤں کی جہنمِ تیر میں ہے  
 آغاز فقر و فاقہ سے کسبِ ہنر میں ہے  
 نازک مزاج قیو ہے جنگ کہ گھر میں ہے  
 گواہ ایک قطرہ آب کا دستِ گھر میں ہے  
 کبے چراغ داغ ہو سینہ میں گل ہوا  
 اہل کمال کیوں نہ ہوں افتادگی پسند  
 کیا شان کردگار ہے سارا جہان حسن  
 کس شعلہ رو کے دید کا وادی کیا چلے

پیری کو روز صبح سفر جانتا ہوں میں  
 کچھ نفس میں جلتے ہیں بل کے اتھوان  
 دلکش نہ کیوں ہو خال سہ روئے یا کا  
 ہم کو دعا سے باروری کی امید کیا  
 ہے صبح ہی جواب کی مانند بے تبات  
 جلتے میں عیب کی صفتِ روغنِ حیران  
 جوشِ غضب میں ہوں رہا سیرتِ کرم  
 کھینچی ہو کسے صبح کو سیب سے آہ کرم  
 ٹھکے ہیں وہ کسی کے تاسف میں لبِ گران  
 ملتا ہے لعل لبِ سوتھون کے جواب تلخ  
 حجبِ اختیار ضرر میں ہوں لے ندیم  
 لیتی بہن جو چشمِ طبع آپ کی قرار  
 دیتا بہن طلوع کی آواز مرغِ صبح  
 آنکھوں کو بند کر تو کہا ئی ہے رو کو دست  
 یہ بھی ہوا ہے ناخنِ غم سے کبھی نگار  
 یوسفِ عزیز ہو گئے کہیں جا کے تم ضرور  
 دزدنِ رسیدگانہ پہنانِ میانِ ہرم

کا تل بھیگی آبِ خشک سے پیاس کیا

بڑکی ہوئی اک آگ سی قلب و جگر میں ہے

خبر کیا تھی کہ جب ہم کوچہ قاتل سے بچیں گے  
 ہم اس عالم میں کیا لے ہم سفر منزل سے نکلیں گے  
 پریشان ہو کے ارمانِ عاشقوں کے دل سے نکلیں گے  
 ہمارے غم میں شعلے ساغیوں کے دل سے نکلیں گے  
 بڑھ گیا سوزِ غم اب کہ شعلے دل سے نکلیں گے  
 پوچھیں تو ہو کے چند قطرے دل سے نکلیں گے  
 کسی دن یہ مسافر کے اس منزل سے نکلیں گے  
 مگر کیا پاکی ہم راہی در منزل سے نکلیں گے

جاوہرِ عدم کا ہے جواں سر میں ہے  
 شعلہ ہے باکِ حسرت پر دازِ بر میں ہے  
 دودِ چراغِ لالہ کا رنگ اس بحر میں ہے  
 وہ ایک تخمِ سوختہ خاکِ اشر میں ہے  
 منزل پر وہ نہ ہو بیگی سیرہ گز میں ہے  
 خوش ہوں کہ نفعِ غیر کا بیکر ضرر میں ہے  
 آتش کے ساتھ آب ہی خاکِ بشر میں ہے  
 شعلہ کا التھابِ نسیمِ سحر میں ہے  
 آتشِ ہفتہ لعل کی نگ گہر میں ہے  
 حنظلِ ہمارے واسطے تنگِ شکر میں ہے  
 اسید امن کی ہو تو راہِ خطر میں ہے  
 رشتہ مگر رخصت کے دستِ نظر میں ہے  
 سرمہ سوا شب کا گلے سحر میں ہے  
 پوشیدہ آفتابِ غارِ نظر میں ہے  
 باقی نشانِ خواش کا روئے غم میں ہے  
 کیا مدنی سبب سے صبحِ سفر میں ہے  
 کہدیگی آنکھ سرمہ کی قوتِ نظر میں ہے

بتوں کے طبع الفت کیوں لگا دے غریبوں کو  
 فنا کے قیس تجھ کو حسرت دیدار کر دیگی  
 لہو وہ گرم ہے میرا کہ خنجر ہاتھ سے رکھ کر  
 نہ دینا اس تصور کو جگہ لے دوست خاطر میں  
 تصور میں اگر ہمراہ آئیں چشم گریان کے  
 مستاع ابرو پیچی ہے جب یہ ہاتھ آئے ہیں  
 زہری طالع وہ شوقِ دل میں خود لٹے جاتے ہیں  
 یہی عالم اگر ہے یار کی رفتار کا لے کول  
 نہ پناہ کو نہ آتے شملہ روا کی خبر کیا تھی  
 میسر بس لونا دیر ہوگی دید و ستا کی  
 نگاہ لطف سے محرم رکھیا خوشی اوس کی  
 غمِ فرقت کھینکا پھر تولے دل آفرین بھلو  
 برہنہ سحر ہو تیج سے وہ کون دن ہوگا  
 نہ نکلے ایک تم باہر حجاب شرم کے صاحب  
 ہمارا دلکے ارمان پر والدین کے ساتھی ہیں  
 نہ تھا مومے شرہ کے عشق میں الیا لگان ہوگو  
 ہم اپنے غم میں سمجھینگے زمین و آسمان روکے

یہ درہم وہ بہن جو آسمان کے دل سے نکلیں گے  
 نہ محل سے نہ ارمان صاحب محل سے نکلیں گے  
 مہینوں آگ کے شعلے کفِ قائل سے نکلیں گے  
 کہ میرے ناکہ بیدار میرے دل سے نکلیں گے  
 مشابہ کو ترکانِ سنبرو ساحل سے نکلیں گے  
 فنا کے بعد درہم کیسے ساحل سے نکلیں گے  
 ہمارے دل کے ارمان آج انکو دل سے نکلیں گے  
 گر میان جاکر قبر کی منزل سے نکلیں گے  
 کہ برسوں آتیش ملے ساحل سے نکلیں گے  
 مبارک ہو یہ آسانی کہ دم شکل سے نکلیں گے  
 دعا دیتے ہوئے ماتی کو ہم محفل سے نکلیں گے  
 سبک پر دازیر حجب طائر بسمل سے نکلیں گے  
 یہ دونوں بچی کبھی قیدِ خض و باطل سے نکلیں گے  
 نکلے رائے بے جا در کے اس محل سے نکلیں گے  
 نہوگی شمعِ عشرت جب یہ بھی دلسے نکلیں گے  
 کہ سبرے کی جگہ نشتر زمین دل سے نکلیں گے  
 اگر درواں تک چشم صاحبان دل سے نکلیں گے

بتوں کے سحر ترکان میں ہی خاطر مرطوبن کا تلی  
 کہ نہ شمر سہیں ڈوین ہمارے دل سے نکلیں گے

ہم کا تیرے ذنب سے تھار بان کو صبح و شام  
 عکسہ میں خاطر ناتا دے تسربن رکھ  
 عشق وہ سرکار ہے جسکی زلیخا ہے کینز  
 عشق ہی تمام ابد کار مرزاں انتظام  
 عشق وہ دردالت عشق ہی تیرا ہی نام  
 عشق ہی تمام ابد کار مرزاں انتظام



عشق کے دریا کا اک قطرہ ہے نہر سبیل  
 عشق ہے وہ نور ہے اضداد میں جس کا جلو  
 بارغین ہی بولے گل و درشت میں تو ظار  
 سرنگون خلوت میں ہو اور سخن میں سرفراز  
 شمع کے جلے میں کرتا ہی کبھی شعلہ کا ناز  
 مثل بلبل کے کبھی کرتا ہے نالے درخیز  
 پردہ محل میں لیل اسے ہی مقصود ہے  
 دفعتاً بالکل ہوا اس رو بایں ہم و راہ  
 بعد مدت اب قدم رنجہ کیا پھر عشق نے  
 بزم کی تشبہ جسکے خال سے ہونا درست  
 لے لیں صبح کوئی مشورہ تو ہی بتا  
 نامہ و پیغام کا جاتا تو ہے امر محال  
 خیر تو ہی ابک دن وقت سحر تکلیف کر  
 صاف عشوہ ہوگا دست بستہ صف نصف  
 اولاً نفیلم سے ہونا میں بس ادب  
 لے فروغ ملک خوبی لے جان آراے حسن  
 بندگان بارگاہ عشق ہیں تیرے ہمت  
 واقعی آیا ہی کم ہوگا کوئی شہیدہ سر  
 میٹھ مانا ہے کبھی صحرا میں شل گرد باد  
 اپنے دل میں آپ تواضع کر لے ماہر و  
 رنج فرقت تا کجا امید و صلت تا کسے  
 خبر اس قسم سے کما مطلب ہیں لے رشک گاہ  
 جان کا خیر میں لے میٹھا ہون نری یہ میں

عشق کے صحرا کا اک گوشہ ہو گلزار دوام  
 عشق ہو وہ ربط جس ہی عناصر کا دوام  
 سنگ کے دل میں شرر دریا میں ہی دوام  
 مدر میں ہو کتاب اور مدر کے میں ہی حمام  
 یہ بہن میں گل کے بتا ہے کبھی عطر مشام  
 گاہ پر دانہ کی صورت جل کے ہوتا ہے تمام  
 خاک بجنوں پر اسی کا جگر کے وادی میں نام  
 مدر لیں اک کج عزت میں رہا مبرا مقام  
 یعنی پھر مد نظر ہے اک حسین لالہ نام  
 مدر کی مثال ہی جہرے ہی جسکے نام  
 سخت حیرت ہو کہاں بیچون کے جو بیام  
 بان مگر تجھسا پیمر ہو کوئی با احترام  
 جس جگہ سوتا ہے وہ رشک خراب لائے نام  
 دریا میں جس کا ہوگا نہایت بہ تمام  
 دست بستہ پیر یہ کہنا بعد تہید سلام  
 تاج و تخت نازکی رونق رہے جسے ملام  
 لیکن اک ربو رہے سب زیادہ تلخ کام  
 عاشق صادق ہی پروانے کی صورت لاکلام  
 مرغ بسمل کی طرح چلتا ہو گا ہے چند گام  
 عاشقوں پر ہے جفا ہر ایک مات میں حرام  
 کچھ نفس باقی ہیں وہ ہو جائیگا اگر نام  
 کامل کجستہ نے بھگو دیا ہے یہ بیام  
 مہربانی سے چمک لے برق تابان و کلام

نقط